روزنامہ
(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 19 مئی 2010ء 4 جمادی الثانی 1431 ہجری 19 ہجرت 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 109

روح حق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس لئے کہ وے مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔ وہ میری بزرگی کرے گی۔ اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پاوے گی اور تمہیں دکھاوے گی۔

(یوحنا باب 16 آیات 7 تا 14۔ ان آیات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی ہے تفصیل دیباچہ تفسیر القرآن ص 99)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جس پر کوئی کلام نازل ہو جب تک تین علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اُس کو خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اوّل۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے جو ذیل میں لکھی جائے گی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوم۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ اُن فانیوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلّی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور اُن کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہو گئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے ہیں کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سنتا ہے اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیہ نفس ہے اور اُس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ پھر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکتا ہے تو تصرفات الٰہیہ کی نوبت آتی ہے تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ **معرفت** اور محبت کی زندگی سے **دوبارہ زندہ** کرتا ہے اور اپنے فوق العادت نشانوں سے **عجائبات روحانیہ** کی اُس کو سیر کراتا ہے اور محبت ذاتیہ کی وراء الوراء کشش اُس کے دل میں بھر دیتا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں سکتی اِس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اُس کو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

پس یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل محبت سے ملتی ہے اور کامل معرفت خدا کے فوق العادت نشانوں سے حاصل ہوتی ہے اور جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تب اُس کو خدا کا سچا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوتا ہے۔ مگر یہ علامت بھی بغیر تیسرے درجہ کی علامت کے قابل اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ ایک امر پوشیدہ ہے اس لئے ہر ایک فضول گو ایسا دعویٰ کر سکتا ہے۔

تیسری علامت مُلہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اُس پر گواہی دیں یعنے اس قدر اس کی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقلِ سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت درحقیقت تمام علامتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کلام جو کسی کی زبان پر جاری ہو یا کسی نے بادّعائے الہام پیش کیا ہو وہ اپنے معنوں کی رو سے قرآن شریف کے بیان سے مخالف نہ ہو بلکہ مطابق ہو مگر پھر بھی وہ کسی مفتری کا افترا ہو کیونکہ ایک عقلمند جو (۔) ہے مگر مفتری ہے ضرور اس بات کا لحاظ رکھ لے گا کہ قرآن شریف کے مخالف کوئی کلام بدعوئے الہام پیش نہ کرے ورنہ خواہ نخواہ لوگوں کے اعتراضات کا نشانہ ہو جائے گا۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلام حدیث النفس ہو یعنی نفس کی طرف سے ایک کلمہ زبان پر جاری ہو جیسے اکثر بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں رات کو بعض اوقات وہی کلمات ان کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ غرض کسی کلمہ کا جو بدعوئے الہام پیش کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابق ہونا اس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وہ ضرور خدا کا کلام ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رو سے خدا کے کلام کے مخالف بھی نہ ہو اور پھر وہ کسی مفتری کا افترا بھی ہو کیونکہ ایک مفتری بڑی آسانی سے یہ کارروائی کر سکتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے اور یا ایسا کلام حدیث النفس ٹھہر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہو سکتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 ص 535)

اختلافات سے باز آئیں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

”آج صبح نماز کے بعد..... میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا...... میں دیکھتا ہوں کچھ لوگ ہیں جماعت کے، جو گروہ درگروہ کھڑے ہیں......اور آپس میں متفرق باتوں میں مشغول ہیں......اتنے میں حضرت مسیح موعود اس جگہ تشریف لے آئے اور آپ ان لوگوں سے کہتے ہیں تم کن باتوں میں لگے ہو، کیا چھوٹی چھوٹی باتوں میں مشغول ہو، کیسے چھوٹے چھوٹے اختلافات میں پڑے ہو۔ تم نہیں دیکھتے دین کی کیا حالت ہے اور دین کتنے بڑے خطرے میں ہے اس خطرے کو دیکھتے ہوئے تم کس طرح ایسی باتوں میں مشغول ہو.....اس وقت حضرت مسیح موعود کی حالت یوں معلوم ہوتی ہے جیسے کسی ایسی ماں کی حالت ہو جس کا بچہ بھوک اور پیاس سے تڑپ رہا ہو..... آپ کبھی ادھر دوڑتے جاتے ہیں کبھی ادھر۔ کبھی ایک جماعت کو دھکے دے کر جگاتے ہیں کبھی دوسری کو، کبھی تیسری کی طرف جاتے ہیں اور کبھی چوتھی کی طرف، کہ تم کن باتوں میں پڑے ہو دین کی حالت دیکھو.....اس سارے نظارے کا مجھ پر اس قدر اثر ہوتا ہے کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔“

(رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 89 تا 93)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2010ء)

مارگیج پر مکان کی خرید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 جون 2007ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ

”صرف اپنی رہائش کیلئے با امر مجبوری مارگیج پر مکان خریدا جا سکتا ہے لیکن کاروبار کی غرض سے مارگیج پر مکان خریدنے کی اجازت نہیں ہے۔“

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

حسین سیرت اور حسن اخلاق سے مزین مقدس، مثالی اور آسمانی جوڑا

حضرت مسیح موعود و حضرت اماں جان کی عائلی زندگی کے حسین نقوش

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی دلآویز ادائیں اور تربیت کرنے کے روح پرور انداز

محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

قسط اول

جنت کا نمونہ

حضرت مسیح موعود کو ایک الہام میں کہا گیا کہ تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

(ترجمہ تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 ص 288)

حضرت مسیح موعود کا گھر اسی بہشت کا نمونہ تھا۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب فرماتے ہیں:

’’میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور کو حضرت (اماں جان) سے ناراض دیکھا نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک Ideal آئیڈیل جوڑے کی ہونی چاہئے۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 231)

مائی امام بی بی صاحبہ جو اپنے خاوند حضرت ٹھیکیدار محمد اکبر کی وفات کے بعد حضرت مسیح موعود کے گھر رہتی تھیں فرماتی ہیں:۔

’’ہم نے کبھی حضرت (اماں جان) کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں۔ حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔ ابتداء میں حضرت صاحب صرف تین روپے جیب خرچ دیا کرتے آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کم ہیں۔ شکر گزاری سے لے لیتیں۔‘‘

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 415)

خاندان میں عورت کا احترام

برصغیر پاک و ہند اور خاص کر پنجاب کے دیہی معاشرہ میں آج کل بھی عورت کو ایک کم عقل، کم علم اور کم درجہ کی مخلوق کی حیثیت دی جاتی ہے اور زندگی کی اہم باتوں میں اس کی رائے کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ حتیٰ کہ خاندانی یا گھریلو معاملات میں بھی اس سے مشورہ کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی بات سنتا اور اس کو مانتا ہو تو اسے زن مرید کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ اور آج کے دور میں بھی صورت حال یہ ہے کہ ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو گھر سے باہر بیوی کے قدم بقدم چلنا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں اس لئے بیوی سے دو چار قدم آگے رہتے ہیں۔

اس کے مقابل پر حضور کے خاندان کی آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل بھی کیا کیفیت تھی۔ حضور کے سوانح نگار حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب حضور کی والدہ ماجدہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت والدہ مکرمہ کی دور اندیشی، معاملہ فہمی مشہور تھی۔ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم کے لئے وہ ایک بہترین مشیر اور غمگسار تھیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب باوجود اپنی ہیبت اور شوکت و جلال کے حضرت مائی صاحبہ کی باتوں کی بہت پرواہ کرتے تھے اور ان کی خلاف مرضی خانہ داری کے انتظامی معاملات میں کوئی بات نہیں کرتے تھے‘‘۔

(حیات احمد صفحہ 177)

حضرت شیخ صاحب اپنی اس رائے کی تائید میں حضور کی ہمشیرہ حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’بی بی مراد بیگم صاحبہ .... جو بجائے خود ایک صاحب حال اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ عین عنفوان شباب میں بیوہ ہو گئیں اور قادیان آ گئیں۔ حضرت مسیح موعود کی طرح ان کی زندگی ایک خدا پرست خاتون کی زندگی تھی۔ حضرت مائی صاحبہ .... اس خدا پرست خاتون کے لئے .... بہت دردمند اور محبت سے لبریز دل رکھتی تھیں اور ان کی بیوگی کے زمانہ میں اپنی ذمہ واری کی خصوصیات کو محسوس کرتی تھیں۔ ان حالات میں انہوں نے حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کو مشورہ دیا کہ زنان خانہ میں وہ ہمیشہ دن کو تشریف لایا کریں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کا اس کے بعد معمول ہو گیا کہ وہ صبح کو اندر جاتے اور گھر کے ضروری معاملات پر مشورہ اور ہدایات کے بعد باہر آ جاتے۔‘‘

(حیات احمد صفحہ 177)

اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس زمانہ میں شرفاء کا دستور یہ ہوتا تھا کہ ان کا زنانہ مکان اور مردانہ مکان علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے۔ رہائش تو زنانہ مکان میں ہی ہوتی تھی اور رات بھی وہاں گذاری جاتی تھی۔ دن کے اوقات میں مرد عموماً مردانہ میں ہی رہتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب اپنی حرم کے مشورہ کے مطابق اپنی بیٹی حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کی بیوگی کے پیش نظر رات بھی مردانہ حصہ مکان میں ہی گذارتے تھے۔ اس جگہ اس بات پر بحث کا موقعہ نہیں کہ یہ طریق درست یا مناسب تھا۔ مقصود صرف یہ دکھانا ہے کہ زمانہ کے حالات کے برعکس حضرت مسیح موعود کے خاندان میں بیویوں کی رائے کو اہمیت اور وقعت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے مشورہ پر عمل بھی کیا جاتا تھا۔

کچھ یہی کیفیت ہمیں حضور کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی عائلی زندگی میں نظر آتی ہے۔ آپ کی بیگم حُرمت بی بی صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تائی ہونے کی وجہ سے جماعت میں تائی کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہیں۔ بہت جاہ و جلال والی خاتون تھیں اور 1868ء میں حضرت مسیح موعود کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی وفات کے بعد تو گویا وہ گھر کی مختار کُل ہو گئی تھیں اور ایک رنگ میں خاندان پر حکومت کرتی تھیں۔

اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک

حضرت مسیح موعود بھی اسی خاندان کے فرد تھے اور اسی ماحول میں اور ان روایات کے مطابق ہی پروان چڑھے تھے اس لئے آپ کا سلوک بھی اپنی زوجہ اوّل کے ساتھ مثالی تھا۔ آپ باوجود اس بات کے کہ دنیاداری کے کاموں میں آپ کو کوئی شغف نہ تھا اور اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنا آپ کے دل کی تمنا اور آپ کا معمول تھا۔ اپنی زوجہ کا ہر ممکن حد تک خیال رکھتے تھے اور اس امر کے باوصف کہ آپ کی زوجہ اوّل دیگر رشتہ داروں کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھیں اور اس طرح حضور کے ساتھ ان کی اس رنگ میں ذہنی ہم آہنگی اور موافقت نہ تھی۔ لیکن پھر بھی حضور ان کے ساتھ محبت، نرمی اور ملاطفت کے ساتھ پیش آتے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس زمانہ میں شرفاء کے خاندانوں میں رواج تھا کہ مرد عام طور پر مردانے میں رہتے تھے اسی طریق کے مطابق حضور بھی مردانے میں ہی رہتے تھے لیکن اپنی زوجہ اوّل کی خاطر آپ نے زنانہ گھر میں مردانے کا دروازہ بنوایا تا کہ وہ آپ سے سہولت کے ساتھ رابطہ کر سکیں اور مل سکیں۔

اپنی زوجہ کے ساتھ حضور کا سلوک خاندانی ماحول اور روایات کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے اور بھی زیادہ بہتر اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے کہ حضور اپنے ایمان کی رو سے یہ بات ضروری سمجھتے تھے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے کیونکہ یہ خدا کی تعلیم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ

من تربیت پذیر ز ربّ مہیمنم

آپ کی تربیت خدا تعالیٰ نے خود فرمائی اس لئے آپ کے سلوک میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی نسبت زیادہ ملائمت اور زیادہ حُسن نظر آتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور کی دوسری شادی کے بعد بھی جو حضور کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر کرنا پڑی تھی حضور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے اور ان کے اخراجات وغیرہ باقاعدہ ادا فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم والا واقعہ پیش آ گیا جس میں حضور کے رشتہ داروں نے حضور سے اپنے تعلقات ختم کر لئے اور آپ کی زوجہ اوّل نے بھی قطع تعلقی میں اپنے دیگر رشتہ داروں کا ساتھ دیا۔ لیکن ان کی طرف سے مخالف رشتہ داروں کا ساتھ دینے کے باوجود بھی حضور نے حضرت اماں جان کے توسط سے ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ حضرت اماں جان بیان فرماتی ہیں کہ

’’ایک دفعہ مرزا سلطان احمد صاحب کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آ کر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا ...... تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں یہ دے آؤ۔ ...... والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ...... اپنی طرف سے ...... کچھ مدد کر دیا کروں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل روایت نمبر 41 ص 30)

صلہ رحمی کی عمدہ مثال

رشتہ داروں کی طرف سے قطع تعلقی کے بعد کی بات ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اپنی کتاب ذکر حبیب میں تحریر فرماتے ہیں:

’’جبکہ میں ہنوز جموں میں ملازم تھا۔ حضرت مسیح موعود کا ایک خط میرے نام قادیان سے آیا کہ مرزا فضل احمد جموں میں محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔ بہت دنوں سے گھر میں اس کا کوئی خط نہیں آیا اور اس کی والدہ بہت گھبرا رہی ہے۔ آپ اس کا حال اور خیریت دریافت کر کے بواپسی ڈاک ہمیں اطلاع دیں۔ پھر دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ایک خط آیا تھا اور ہر دو دفعہ حال دریافت کر کے لکھا گیا۔ یہ غالباً 94-1893ء کا واقعہ ہے‘‘۔ (ذکر حبیب صفحہ 21,20)

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کے ساتھ حضور کی شادی خاص الٰہی تحریک اور منشاء کے تحت ہوئی چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ الہام ہوا ’’میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہو گی‘‘۔ (شحنۂ حق۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 383)

نیز فرماتے ہیں کہ ’’میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں تب یہ الہام ہوا کہ:

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ہرچہ بائید نو عروسی راہمہ ساماں کنم
وآنچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا''۔

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22صفحہ 247)

1881ء میں ہونے والے ان الہامات کے مطابق دہلی کے ایک شریف اور مشہور خاندانِ سادات میں آپ کی شادی ہوگئی اور 1884ء میں حضرت اماں جان دلہن بن کر قادیان تشریف لے آئیں۔حضرت اماں جان کے ساتھ اس شادی کے بعد حضور کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔اس لحاظ سے بھی کہ 1884ء کا سال ہی وہ سال ہے جس میں حضور نے اپنے دعویٰ مجددیّت کا اعلان فرمایا اور اس لحاظ سے بھی کہ یہ شادی خدا تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم پر ہوئی تھی اور اس حکم الٰہی کی تعمیل میں حضور کا سلوک حضرت اماں جان کے ساتھ اور بھی نمایاں اور مثالی اور حددرجہ محبت اور دلداری کا حامل ہوتا تھا اور چونکہ آپ کو یہ احساس تھا کہ آپ کی زندگی کے اس مبارک دور کے ساتھ حضرت اماں جان کو ایک نسبت خاص ہے اس لئے آپ ان کے ساتھ معمول سے بہت بڑھ کر محبت کے ساتھ پیش آتے تھے اور اس بات کا احساس حضرت اماں جان کو بھی تھا چنانچہ آپ بھی ایک حق کے رنگ میں اور محبت کے انداز میں بہت ناز کے ساتھ حضور سے کہا کرتی تھیں کہ میرے آنے کے ساتھ ہی یہ برکتیں آپ کی زندگی میں آئیں اور حضرت مسیح موعود بھی مسکراتے اور اس پر صاد کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق فرماتے تھے۔

بابرکت جوڑا

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

اس زمانہ میں ایک جوڑا بابرکت ہوا۔جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے لئے چنا۔آپ کو خدا تعالیٰ نے شادی سے پیشتر اس شادی کے بابرکت ہونے کی اطلاع الہام کے ذریعہ دی۔اس خاندان کے بابرکت ہونے کی خبر دی اور پھر فرمایا:...... یہ شادی کی طرف ہی اشارہ تھا۔اس میں بتایا گیا کہ جیسے اس آدم کے لئے جنت تھی اسی طرح تیرے لئے بھی جنت ہے۔مگر اس حوا نے تو آدم کو جنت سے نکلوایا تھا۔لیکن یہ حوا جنت کا موجب ہوگی۔

''مجھے خوب یاد ہے اس وقت تو برا محسوس ہوتا تھا لیکن اب اپنے زائد علم کے ماتحت اس سے مزا آتا ہے۔اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی مگر یہ خدا کا فضل تھا کہ باوجودیکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی۔جب سے ہوش سنبھالی حضرت مسیح موعود پر کامل یقین اور ایمان تھا۔ اگر اس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی حرکت کرتیں جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود کی شان کے شایان نہ ہوتی تو میں یہ نہ دیکھتا کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے بلکہ میرے سامنے پیر اور مرید کا تعلق ہوتا حالانکہ میں بھی حضرت مسیح موعود سے کچھ نہ مانگتا تھا۔والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ باوجود اس کے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی تو مجھے گراں گزرتی۔مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا اور جب بھی سنتا گراں گزرتا۔ میں اسے حضرت مسیح موعود کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے تحت ہوئی کہ ...... ایک آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا لیکن اس زمانہ کے آدم کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا ہے چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعہ دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی چلی گئی۔اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا اور سول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْد'' مُّجَنَّدَۃ''۔ارواح میں ایک دوسرے سے نسبت ہوتی ہے جب ایسی ارواح مل جائیں تو ان کے جوڑے بابرکت ہوتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 270 خطبہ نکاح حضرت مرزا عزیز احمد صاحب)

کامل محبت و یگانگت

یہ بات کہ حضرت مسیح موعود حضرت اماں جان کے ساتھ ایک خاص تعلق جو کامل محبت اور کامل یگانگت پر مبنی تھا رکھتے تھے اس کا علم گھر کے ماحول تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ کے زمانہ میں احباب جماعت پوری طرح اس سے آگاہ تھے۔چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی گھریلو معاملہ پر کچھ اختلاف ہو گیا اور حضرت مفتی صاحب اپنی بیوی پر کچھ ناراض ہوئے۔مفتی صاحب کی بیوی نے اس ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی بیوی کے ساتھ کیا۔ حضرت مولوی عبد الکریم بہت معاملہ فہم بھی تھے اور آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا۔آپ نے اس بارہ میں اپنی بیوی سے سن کر مفتی صاحب سے فرمایا ''مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منالیں کیا آپ جانتے نہیں کہ آج کل ملکہ کا راج ہے''۔ حضرت مولوی عبد الکریم کا اشارہ اس طرف تھا کہ جہاں ہندوستان پر ایک عورت ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ہے وہاں حضرت مسیح موعود بھی گھریلو معاملات میں حضرت اماں جان کی بات مانتے ہیں۔حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مولوی صاحب کے اس پُر حکمت اور پُر مزاح کلام کو سمجھ گئے اور جا کر اپنی بیوی کو منا لیا اور اس طرح گھریلو ماحول خوشگوار ہو گیا۔

(ذکر حبیب طبع جدید صفحہ 253 مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

حضرت مسیح موعود کا حضرت اماں جان کے ساتھ سلوک اس زمانہ کے دستور اور ماحول کے اس قدر مخالف تھا کہ بقول حضرت مولوی عبدالکریم صاحب:

''اس بات کو اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے گردوپیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ 'مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے۔'''

(سیرت حضرت مسیح موعود از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 17)

دراصل حضور کی دوسری شادی خدا کی خاص تقدیر اور حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے کرائی تھی۔1882ء میں ماموریت کے اعلان اور 1884ء میں مجددیّت کے دعویٰ کے ساتھ حضور کی زندگی میں جو موڑ آیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ آپ کو ایک ایسی رفیقۂ حیات ملے جو اس اہم ذمہ داری میں آپ کا قدم بقدم ساتھ دے سکے اور اس ذمہ داری کو وہی خاتون ادا کرسکتی تھیں جن کی تربیت خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے تحت کی گئی ہو۔اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کا انتخاب فرمایا۔آپ کی پیدائش 1865ء کی ہے۔گویا حضور سے شادی کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہ تھی۔اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جب انسان کچھ سیکھ سکتا ہے۔ نئے حالات میں اپنے آپ کو ڈھال سکتا ہے۔اور اس طرح آپ حضور کے پاس ایسی عمر میں آئیں کہ حضور کی زیرتربیت رہ کر آپ کی فطری خوبیوں نے پوری طرح نشوونما پائی اور آپ ان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی اہل ثابت ہوئیں جو ایک مامور کی زوجہ مطہرہ کی حیثیت میں آپ پر عائد ہونے والی تھیں۔

مامورین الٰہی کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہوتا ہے کہ ان کا ہر فعل اور ہر قول خدا کے حکم اور خدا کے منشاء کے مطابق اور ماتحت ہوتا ہے۔یہی کیفیت حضرت مسیح موعود کی ہے۔ چنانچہ بیوی کے ساتھ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں''۔

پھر فرماتے ہیں:۔

''ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 400 از یعقوب علی عرفانی)

اس سلسلہ میں آپ کا عملی نمونہ کیا تھا۔اس واقعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کی سخت مزاجی اور بدکلامی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔حضور اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیے۔

پھر اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا "میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 307)

خوشگوار عائلی تعلقات کا راز

بات عملی نمونہ کی ہورہی ہے۔ایک چھوٹا سا واقعہ اور سن لیں ۔ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اس واقعہ میں بیان حضور کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرے تو ہمارے عائلی تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہیں ۔حضرت اماں جان نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔آپ فرماتی ہیں:

''میں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود گُڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا۔سو وہ بالکل راب سی بن گئی ۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت صاحب آگئے۔ میرے چہرہ کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔آپ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا۔نہیں! یہ تو بہت اچھے ہیں میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔حضرت اماں جان فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کہیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 225)

گھر میں لنگر کا انتظام

بات کھانا پکانے کی آئی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا ذکر بھی کر دیا جائے کہ حضور کے دعوے کے بعد ایک لمبے عرصے تک باوجود اس کے کہ آنے والے مہمانوں کی کثرت ہوگئی تھی اور روزانہ ہی بہت بڑی تعداد میں مہمان تشریف لاتے تھے۔کھانا حضرت مسیح موعود کے گھر میں ہی حضرت اماں جان کی زیرنگرانی پکایا جاتا تھا اور حضرت اماں جان نہ صرف یہ کہ اس انتظام کی نگرانی فرماتی تھیں بلکہ خود بھی مہمانوں کے لئے کھانا پکایا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ بیان فرماتی

ہیں کہ:

''پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہوگیا تو میں نے کہہ کر باہر انتظام کروادیا''۔

نیز فرماتی ہیں کہ ''شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں بھی پکا لیتے تھے مگر حضرت صاحب کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کے لئے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے''۔

(سیرت المہدی جلد نمبر 1 صفحہ 46)

حضرت منشی فیاض علی صاحب کپورتھلوی اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''حضرت اقدس دست مبارک سے زنانہ مکان سے کھانا لے آتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 219)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل ابتدائی ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''لنگر کا انتظام حضور کے ابتدائی ایام میں گھر میں ہی تھا۔ گھر میں دال سالن پکتا اور لوہے کے ایک بڑے توے پر جسے لوہ کہتے ہیں روٹی پکائی جاتی پھر باہر مہمانوں کو بھیج دی جاتی۔ اس لوہ پر ایک وقت میں دو تین نوکرانیاں بیٹھ کر بہت سی روٹیاں یکدم پکا لیا کرتی تھیں۔''

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 283)

مزید فرماتے ہیں ''ابتداء میں قادیان کے سب احمدی لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 295)

ان دنوں کی بات ہے ایک بار مہمان اتنی کثرت سے آئے کہ کھانے اور ٹھہرانے کے انتظام میں بہت دقّت پیش آئی اور اس وجہ سے حضرت اماں جان کی طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی رہائش ان دنوں حضرت مسیح موعود کے گھر کے ایک کمرہ میں تھی اور حضور بھی ساتھ کے حصہ مکان میں رہائش رکھتے تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت (اماں جان) حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ اب ان کو کہاں ٹھیرایا جائے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر سے آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنا۔

فرمایا: دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی۔ اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گذارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ کہ دیکھو۔ یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آ بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں تا کہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سیکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہیے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا''۔

(ذکر حبیب صفحہ 87,86)

حضرت اماں جان کو خدا تعالیٰ نے وسیع حوصلہ دل عطا فرمایا تھا اور آپ مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع اور دلداری کرنے میں تمام جماعت کے لئے نمونہ تھیں اور جو لوگ آپ کے مہمان رہے ہیں اسی طرح وہ مستورات جو سارا سال اور سالانہ جلسوں کے موقعہ پر قادیان آتی تھیں اور آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوتی تھیں وہ اس بات سے بخوبی واقف تھیں۔ سلسلہ کے ابتدائی ایام میں قادیان میں عام چیزیں بھی نہیں ملا کرتی تھیں اور مہمان بہت کثرت سے آتے تھے۔ ان حالات میں بسا اوقات بہت حوصلہ رکھنے والا شخص بھی گھبرا جاتا ہے۔ یہ کچھ ایسے ہی ایک موقعہ کی بات ہے۔

مستقل مہمان نوازی

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ایک بار مہمانوں کی کثرت کے باعث ان کو ٹھہرانے کے انتظام میں دقت ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے دوست اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان تشریف لا چکے تھے اور حضور نے ایسے مہاجرین کو بھی باوجود تنگی کے اپنے گھر میں ہی جگہ دی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ایسے مستقل طور پر قادیان میں بس جانے والے گھرانوں کو بھی حضرت اماں جان کھانا پکوا کر بھجواتی تھیں۔

ان ایام میں دارالمسیح میں رہائش کی کیا کیفیت تھی اس کا اندازہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی اوپر بیان کردہ روایت سے ہوتا ہے حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ''سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے'' اور اپنی رہائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور کے گھر کے اندر حضور کے کمرہ کے بالکل ملحق کمرہ میں تھی۔

اس سلسلے میں حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب کی روایت بھی اس صورت حال پر روشنی ڈالتی ہے وہ اپنی تصنیف تذکرۃ المہدی میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہم تمہارے ہمسائیگی میں آگئے ہیں...... ہماری تمہاری چارپائی برابر رہے گی صرف ایک دیوار بیچ میں ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی نے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود جلد سوم میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی ایک واقعہ لکھا ہے جس میں حضرت مولوی صاحب نے بیان کیا ہے کہ ان کی رہائش حضور کے گھر میں اوپر کی منزل پر تھی اور بیت الدعا کے اوپر جو کمرہ ہے حضرت مولوی صاحب اس کمرہ کو بیت الدعا کے طور پر ہی استعمال کرتے تھے۔

حضرت مولانا نورالدین جو حضور کی وفات کے بعد حضور کے پہلے جانشین ہوئے اور مسند خلافت پر متمکن ہوئے 1892ء میں ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے تھے۔ اس وقت سے اپنی وفات تک حضرت مسیح موعود نے ان کو اپنے گھر میں رکھا حالانکہ حضرت مولوی صاحب کا اپنا مکان کافی عرصہ پہلے تعمیر ہو چکا تھا اور آپ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بھی کچھ ماہ کے بعد دارالمسیح سے اس میں منتقل ہوئے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں:۔

''مجھے 1889ء سے حضرت اماں جان کو کسی قدر قریب سے اور 1898ء سے بہت قریب سے دیکھنے اور آپ کی شفقت و کرم کا تجربہ کرنے کا موقع ملا ہے ......خدمت سلسلہ میں آپ کی خدمات کا ایک پہلو کس قدر قیمتی ہے کہ ابتداء میں باوجود خادماؤں کے۔ مہمانوں کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا وغیرہ تیار کرتی تھیں اور کبھی اس قسم کی خدمات سے آپ نے گھبراہٹ کا اظہار نہیں فرمایا میں ایک بصیرت سے جانتا ہوں کہ ابتداء میں جب حضرت اقدس کا کھانا وغیرہ بڑے گھر سے آتا تھا اور مہمان وقت بے وقت آجاتے اور حضور اکرام ضیف کے بہترین نمونہ تھے۔ مجبوراً اسی گھر میں اطلاع دینی ہوتی تھی اور وہ اکثر بُرا مناتے اور کہہ دیتے کہ:

تمہارے پاس تو اسی طرح آتے رہتے ہیں ہم سے یہ نہیں ہوسکتا۔ کوئی اور انتظام کرلو۔

''خدا کی اس نعمت کو انہوں نے رد کر دیا اور خدا تعالیٰ نے اس فضل کو سیدہ نصرت جہاں بیگم کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ ادھر حضرت مسیح موعود کو مہمانوں کے کثرت سے آنے کی بشارات دیں اور یہ بھی قبل از وقت بتا دیا کہ ان سے تھکنا اور گھبرانا نہیں ادھر ان کے لئے مہمان نوازی کے صحیح نظام کو قائم رکھنے کے لئے اپنے وعدہ کے موافق جو

ہر چہ بائید نو عروسی راہمہ ساماں کنم

میں کیا تھا حضرت سیدہ کو آپ کے نکاح میں لا کر انتظام کر دیا۔ مہمان دن رات کے ہر حصہ میں پیدل سوار آجاتے مگر حضرت اماں جان نے کبھی نہ ان سے بے وقت آنے کی شکایت کی اور نہ اپنا دل چھوٹا کیا بلکہ ہر فرد کے آنے پر خوشی کا اظہار فرماتیں اور اپنی شفقت و رحمت کے دامن کو اتنا وسیع کرتیں کہ آنے والا اپنے گھر سے زیادہ راحت پاتا۔

''مہمان نوازی کے واقعات اور عجائبات بے انتہاء ہیں۔ مجھے مختصراً اتنا ہی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مہمانوں کی کثرت کی بشارتیں دی تھیں اور ان کی ضروریات کے انصرام کا بھی آپ ذمہ لیا تھا اور حقیقی مہمان نوازی کے لئے اماں جان کو بھیج دیا......

حضرت اماں جان کی خصوصیات میں یہ امر بھی داخل ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود کے خدام اور رفقاء سے پوری واقفیت رکھتی ہیں اور ایمانی رنگ میں جو جس قدر حضرت کے قریب تھے اماں جان اسے خوب سمجھتیں اور ان کی قدر فرماتی ہیں اور جب ان میں سے کوئی حاضری کی سعادت پاتا تو اس کے گھر کے تمام چھوٹے بڑوں کا تفصیل سے حال پوچھنا آپ کے دائرہ عمل میں داخل ہے۔ بعض رفقاء کو میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف کبھی کبھی کوئی فرمائش کھانے وغیرہ کی کر دیتے حضرت (اماں جان) سن کر بہت خوش ہوتیں اور خاص اہتمام سے اس کو پورا کرتیں۔ اس قسم کے احباب میں سے ایک میرے نہایت ہی مخلص مخدوم بھائی حضرت منشی ظفر احمد صاحب تھے۔''

(بڑے گھر سے مراد مشترکہ گھر ہے جس میں مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ جو جماعت میں تائی کہلاتی ہیں رہتی تھیں اور حضور کی زوجہ اوّل اور ان کے صاحبزادگان کی بھی رہائش تھی)۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 375 تا 378)

روٹی خود پکا کر بھیجتیں

مکرمہ استانی سکینۃ النساء اہلیہ حضرت قاضی محمد اکمل صاحب لکھتی ہیں:

''پہلے پہل تو باہر کے مہمانوں کی روٹی بھی خود ہی پکا کر باہر بھجواتی رہیں پھر لنگر قائم ہو گیا تو خود نہ پکائی ہوگی اور اب بھی کئی بار میں نے دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں خود ہی چولہے کے آگے بیٹھ جانا اور ہانڈی پکانا آٹا گوندھنا حالانکہ خدمت گاریں بھی پاس ہی بیٹھی ہوتی ہیں۔ ایسی شاندار ہستی جس کے دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقار اور رعب کی خاتون کبھی باورچی خانے کی طرف جانا خلاف وقار و شان کے نامناسب بات جانتی ہوگی اور پھر آپ ہیں بھی تو ایک دہلی کے عالی وقار خاندان کی فرد آپ کا نورانی چہرہ ہی دیکھ کر تعجب میں ڈال دیتا ہے کہ ایسی با حوصلہ اور پر وقار خاتون کھانا خود پکا رہی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت عالی قدر شوہر محترم کی خوشنودی کے لئے گوارا کیا تھا''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 392)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

''ایک زمانہ تھا کہ لنگر کا کھانا بھی اندر گھر میں پکتا تھا

اور جلسہ کی روٹی اندر ہمارے صحن میں پکنا تو کئی سال تک تو مجھے بھی یقینی طور پر یاد ہے''۔ (تحریرات مبارکہ صفحہ 52)

تربیت کا خوبصورت انداز

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ جس سے حضور کے انداز تربیت پر روشنی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور کے گھر میں کچھ دن کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہو گیا اور رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور قصے اس طرح سنائے جاتے کہ گویا بڑے کام کی باتیں ہو رہی ہیں۔ حضور نے محسوس کیا۔ سختی کرنے یا کسی تندخو مصلح کی طرح کارروائی کرنے کے بجائے منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ ایک رات سب کو جمع کیا اور کہا آؤ آج تمہیں کہانی سناتے ہیں اور ایسی خدا لگتی اور کام کی باتیں سنائیں کہ گھر میں رہنے والی عورتیں گویا سوتے سے جاگ اٹھیں۔ سب نے توبہ کی اور اس کے بعد وہ سب کہانیاں خواب وخیال ہو گئیں۔

(سیرت مسیح موعود صفحہ 33-34 مولفہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی)

حضور کے انداز تربیت کا تذکرہ نامکمل رہے گا اگر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے بیان فرمودہ واقعہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ حضرت اماں جان کے ساتھ حضور کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں:

''حضرت اماں جان کی بے حد قدر و قیمت آپ کی نظر میں تھی اور بہت زیادہ دلداری بہت خیال حضرت اماں جان کا رکھتے تھے۔ اس کا نقش میرے دل پر اب تک ہے مگر ایک بار میں نے دیکھا کہ جب آپ نے ضروری سمجھا تو حضرت اماں جان کی بھی تربیت فرمائی۔ ایک واقعہ عرض ہے بس یہی ایک بات دیکھی اور کبھی نہیں اور خود حضرت اماں جان بھی تو ایک احسن نمونہ تھیں ضرورت بھی پیش نہیں آئی کبھی بھی۔ صاف نظارہ یاد ہے نیچے کے کمرے کے سامنے کے سہ درے میں نانی اماں بیٹھی تھیں۔ کسی خادمہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہو کر نانی اماں حضرت اماں جان سے ناراض ہو گئی تھیں۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت نانی اماں غصہ میں کہہ رہی تھیں کہ 'لڑکی (حضرت اماں جان کو نانی اماں لڑکی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں) آخر میری بیٹی ہی تو ہے۔ ہاں! میرے حضرت میرے سر کا تاج ہیں بیشک۔ وغیرہ وغیرہ۔

''اتنے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود حضرت اماں جان کو اپنے آگے آگے لئے چلے آرہے ہیں اس طرح کہ حضرت اماں جان کے دونوں شانوں پر آپ کے دست مبارک ہیں اور حضرت اماں جان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں۔ آپ خاموشی سے اسی طرح حضرت اماں جان کو لے کر آگے بڑھے اور اسی طرح حضرت اماں جان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نانی اماں کے قدموں پر آپ کا سر جھکا دیا۔ پھر نانی اماں نے حضرت اماں جان کو اپنے ہاتھوں پر سنبھال کر شاید گلے بھی لگایا تھا اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ سوچیں اس زمانہ کی اولادیں! اکثریت وہ ہوگی جن کو ماؤں کی قدر نہیں۔

احمدی بچیو! اور بہنو! یہ نقشہ جو میں نے دیکھا اور یاد رہا اس کو ذرا اپنی چشم تصور میں لاؤ کہ وہ شاہ دین اپنی خدا تعالیٰ کی جانب سے...... لقب پائے ہوئے بیوی اماں جان کو جس کی خاطر آپ کو مطلوب تھی اور جس کی عزت بہت زیادہ آپ کے دل میں تھی اس کی والدہ کی معمولی ناراضگی سن کر برداشت نہ فرما سکا اور خود لا کر اس کی ماں کے قدموں میں جھکا دیا۔ گویا یہ سمجھایا کہ تمہارا رتبہ بڑا ہے مگر یہ ماں ہے۔ تمہارے لئے بھی اس کے قدموں تلے جنت ہے''۔

(تحریرات مبارکہ صفحہ 230,229)

ہمیشہ حسن سلوک فرماتے

حضرت مسیح موعود کے بارہ میں آپ جانتے ہیں کہ دو بیماریاں ساری زندگی حضور کے لاحق رہیں۔ ان بیماریوں کے پیش نظر اور اس وجہ سے بھی کہ حضور کی خوراک بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھی حضرت اماں جان آپ کے لئے آپ کی پسند اور طبیعت کے مطابق کھانے کا بندوبست فرماتی تھیں لیکن کبھی کبھار ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ مہمانوں کے ہجوم میں حضور کے لئے غذا کا وہ اہتمام نہ ہو سکتا تھا جو کہ ہونا چاہیے تھا۔ ایسے موقع پر حضور سے محبت رکھنے والے اصحاب اس کو بہت محسوس کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ منشی عبدالحق لاہوری پنشنر نے جو پہلے حضور سے محبت اور عقیدت اور حسن ظنی رکھتے تھے مگر بعد میں الگ ہو گئے تھے حضور کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ:

''آپ کا کام بہت نازک ہے اور آپ کے سر پر بھاری فرائض کا بوجھ ہے آپ کو چاہیے کہ جسم کی صحت کی رعائت کا خیال رکھا کریں اور ایک خاص مقوی غذا لازماً آپ کے لئے ہر روز تیار ہونی چاہیے''۔

ان کی بات کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

''ہاں بات تو درست ہے اور ہم نے کبھی کبھی کہا بھی ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف رہتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتیں۔''

منشی عبدالحق صاحب اس پر کہنے لگے:

''اجی حضرت آپ ڈانٹ ڈپٹ کر نہیں کہتے اور رعب پیدا نہیں کرتے۔ میرا یہ حال ہے کہ میں کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں اور ممکن ہے میرا حکم ٹل جائے ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں''۔

محبت کے جوش میں حضرت مولوی عبدالکریم نے یہ خیال کر کے کہ یہ بات حضور کے حق میں مفید ہے بغیر سوچے سمجھے (درحقیقت ان دنوں الٰہیات میں میری معرفت ہنوز بہت سادرس چاہتی تھی) اس کی تائید کر دی اور عرض کیا کہ:

''منشی صاحب کی بات درست ہے حضور کو بھی چاہیے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں''۔

حضور نے مسکراتے ہوئے مولوی صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا:

''ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیے۔''

حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ''بس خدا ہی خوب جانتا ہے میں اس مجمع میں کس قدر شرمندہ ہوا''۔

(سیرت حضرت مسیح موعود از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 18)

خاطر داری فرماتے

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود کا حضرت اماں جان کے ساتھ سلوک اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے نکتہ نظر سے ہوتا تھا۔ اس ضمن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

''ایک دن کا ذکر ہے کہ کسی دیوار کے متعلق حضرت (اماں جان) کی رائے تھی کہ یوں بنائی جائے اور مولوی عبدالکریم کی رائے اس کے مخالف تھی۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے لڑکوں کی بشارت دی اور وہ اس بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے اس لئے میں اسے شعائر اللہ سے سمجھ کر اس کی خاطر داری رکھتا ہوں اور وہ جو کہے مان لیتا ہوں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 397)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب نے بیان فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ سیڑھی جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب والے مکان کی دیوار کے ساتھ تھی اس کی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اسے بالاخانہ کی دیوار کے ساتھ رکھنا تھا جس میں مولوی محمد علی صاحب رہتے تھے اور نیچے مولوی سید محمد احسن صاحب رہتے تھے۔ مولوی محمد احسن صاحب وہاں رکھنے کے مخالف تھے کہ میرے حجرہ کو اندھیرا ہو جائے گا اور حضرت (اماں جان) کا حکم تھا کہ وہاں رکھی جاوے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ نانا جان یہ انتظام کر رہے تھے اور ان کو اس کے لئے بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ آخر ان کے مزاج میں گرمی تھی اور جہیر الصوت تھے۔ انہوں نے زور زور سے بولنا شروع کیا۔ اور اس وقت مولوی سید محمد احسن صاحب کو کہہ رہے تھے کہ یہ سیڑھی یہاں ہی رہے گی۔ وہ بھی اونچی آواز سے انکار اور تکرار کر رہے تھے۔ حضرت صاحب باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کیا ہے؟ میر صاحب نے کہا مجھ کو اندر سیدانی (مراد اماں جان) آرام نہیں لینے دیتی اور باہر سید سے پالا پڑ گیا ہے۔ نہ یہ مانتے ہیں نہ وہ مانتی ہیں۔ میں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعود نے مسکرا کر فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کیوں جھگڑتے ہیں۔ میر صاحب کو جو حکم دیا گیا ہے ان کو کرنے دیجیے۔ روشنی کا انتظام کر دیا جاوے گا۔ آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 406)

رسم و رواج کی بجائے قرآنی تعلیمات پر عمل

ہر زمانہ کے اپنے رسم و رواج ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں غیر لوگوں کے سامنے میاں بیوی کا ایک دوسرے سے بات کرنا بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح یہ تو بہت ہی برا سمجھا جاتا کہ خاوند اور بیوی اکٹھے غیروں کے سامنے چلیں پھریں۔ عام طور پر دستور یہ تھا کہ پبلک جگہوں پر عورتوں کو ایک طرف بٹھا دیا جاتا تھا۔ لیکن اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود کا طریق بالکل مختلف تھا۔ چنانچہ سیرت المہدی جلد دوم میں روایت 435 میں ذکر ہے کہ 1902ء میں ایک مرتبہ حضرت اماں جان لاہور تشریف لے گئی تھیں۔ ان کی واپسی کی اطلاع ملنے پر حضور ان کے استقبال کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔ معمول کے مطابق بہت سے خدام بھی ساتھ تھے۔ بٹالہ کے سٹیشن پر سب لوگوں کے سامنے ہی حضور نے اماں جان کا استقبال کیا اور آپ سے مصافحہ فرمایا۔

حضور کے سفروں کے سلسلے میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی تصنیف ذکر حبیب میں تذکرہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب سفر کا موقعہ پیش آتا تو حضور کا طریق یہ تھا کہ خود ساتھ جا کر حضرت اماں جان اور جو مستورات ساتھ ہوتیں انہیں زنانہ ڈبے میں سوار کراتے اور جس سٹیشن پر اُترنا ہوتا خود زنانے ڈبہ کے پاس جا کر اپنے سامنے حضرت اماں جان کو اُترواتے اور دوران سفر بھی اپنے ہمراہی خدام کے ذریعہ حضرت اماں جان کا حال احوال پتہ کرتے رہتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب مزید لکھتے ہیں کہ آخری سالوں میں حضور عموماً سیکنڈ کلاس کا ایک ڈبہ ریزرو کروا لیا کرتے تھے اور حضرت اماں جان اور بچوں کے ساتھ اس میں سفر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ حضور الگ کمرے کو اس خیال سے ریزرو کرا لیتے تھے کہ تا کہ حضرت والدہ صاحبہ کو علیحدہ کمرے میں تکلیف نہ ہو اور حضور اپنے اہل وعیال کے ساتھ اطمینان کے ساتھ سفر کر سکیں اور نیز اس لئے بھی کہ آخری سالوں عموماً سفروں کے موقعہ پر ہر سٹیشن پر سینکڑوں ہزاروں زائرین بھی حضور کی زیارت کے لئے پہنچ جاتے تھے اور ان میں موافق ومخالف ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔

(ذکر حبیب صفحہ 318)

ایک سفر کے تعلق میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ

بیوی صاحبہ (یعنی حضرت اماں جان) کے ساتھ سٹیشن پر ٹہلنے لگ گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ''جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں''۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟

(سیرت المہدی جلد 1 روایت 77 صفحہ 56)

خدا کی خاطر تعلقات

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نے مولوی عبد الکریم صاحب کی بات سن کر فرمایا کہ: ''آخر لوگ کیا کہیں گے یہی نا کہ مرزا اپنی بیوی کے ساتھ پھر رہا ہے''۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جماعت اور خاص طور پر خواتین میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ حضرت اماں جان کے ساتھ حضور کا سلوک زمانہ اور ماحول کے برعکس غیر معمولی اور نمایاں طور پر اچھا ہوتا تھا۔ اور یہ بات اتنی معروف تھی کہ صرف قادیان کے رہنے والے یا کثرت سے آنے والے ہی ایسا نہ سمجھتے تھے بلکہ جو مہمان ایک بار بھی آتا تھا اس کو بھی اس کا احساس ہو جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب 1897ء کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ اس زمانہ میں لاہور میں رہائش پذیر تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار لاہور کے ایک معزز خاندان کے لوگ قادیان گئے۔ ان میں خواتین بھی تھیں۔ واپسی پر ایک بوڑھی خاتون نے ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود کے بارہ میں بیان کیا کہ آپ حضرت اماں جان کی کس قدر خاطر اور خدمت کرتے ہیں۔ اس مجلس میں ایک پرانی طرز کے صوفی بزرگ بھی موجود تھے۔ وہ اس معزز خاتون کی بات سن کر کہنے لگے۔ ہر سالک کا ایک مجازی محبوب بھی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا محبوب مجازی ان کی بیوی ہیں۔

اُن صوفی بزرگ کا خیال اپنی جگہ۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود حضرت اماں جان کے ساتھ سلوک اور آپ کی قدر اور آپ کا احترام اس لئے خصوصی طور پر فرماتے تھے کہ یہ انبیاء اور خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تھی۔ چنانچہ اپنے ایک تعزیتی خط میں جو حضور نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو ان کی پہلی بیگم کی وفات پر لکھا تھا۔ تحریر فرمایا:۔

''میاں بیوی کا علاقہ ایک الگ علاقہ ہے جس کے درمیان اسرار ہوتے ہیں۔ بیوی میاں ایک ہی بدن اور ایک ہی وجود ہو جاتے ہیں ان کو صدہا مرتبہ اتفاق ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سوتے ہیں وہ ایک دوسرے کا عضو ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان میں ایک عشق کی سی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس محبت اور باہم انس پکڑنے کے زمانہ کو یاد کر کے کون دل ہے جو پُر آب نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ تعلق ہے جو چند ہفتہ باہر رہ کر آخر فی الفور یاد آتا ہے۔ ایسے تعلق کا خدا نے بار بار ذکر کیا کہ باہم محبت اور انس پکڑنے کا یہی تعلق ہے۔ بسا اوقات اس تعلق کی برکت سے دنیوی تلخیاں فراموش ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اس تعلق کے محتاج تھے۔ جب سرور کائنات ﷺ بہت ہی غمگین ہوتے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ ارحنا یا عائشہ یعنی اے عائشہ ہمیں خوش کر کہ ہم اس وقت غمگین ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ اپنی پیاری بیوی، پیارا رفیق اور رئیس عزیز ہے جو اولاد کی ہمدردی میں شریک غالب اور غم کو دور کرنے والی اور خانہ داری کے معاملات کی متولی ہوتی ہے جب وہ یک دفعہ دنیا سے گزر جاوے تو کیسا صدمہ ہے اور کیسی تنہائی کی تاریکی چاروں طرف نظر آتی اور گھر ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے۔''

(الحکم 3 ستمبر 1903ء)

نیز حضرت مسیح موعود کی طرف سے حضرت اماں جان کے ساتھ خصوصی تعلق اور آپ کی قدر حضور کے دل میں آپ کی خوبیوں اور آپ کی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے بھی زیادہ تھی۔

اہلیہ کا احترام اور دلداری

حضرت اماں جان سے حضرت مسیح موعود کا سلوک کیا تھا۔ آپ کس قدر اکرام، احترام اور محبت اور دلداری کے ساتھ اماں جان کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اس بارہ میں سیرت کی کتب میں بہت سے واقعات آتے ہیں۔ اسی طرح رفقاء کی بھی اس بارہ میں بہت سی روایات ملتی ہیں۔ ایک مختصر سے مضمون میں ان کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔ مختصر طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہر طرح آپ کا خیال رکھتے تھے۔ اگر کبھی آپ بیمار ہوتیں تو باوجود بہت زیادہ مصروف الاوقات ہونے کے آپ کی تیمارداری میں مصروف ہو جاتے۔ غذا کا اہتمام فرماتے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب کو علاج کے لئے بلواتے۔ ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کرتے اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کو دوا دیتے۔ ضرورت کے وقت حضرت اماں جان کو خود دباتے بھی تھے۔ غرض آپ کی تسلی، تسکین اور آرام کی خاطر ہر طرح کوشش کرتے۔ حضرت اماں جان نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو بظاہر بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ حضور کس طرح حضرت اماں جان کا خیال رکھتے اور آپ کے آرام کے لئے کوشش فرماتے تھے۔ آپ نے بتایا کہ آپ روشنی کے بغیر سو نہیں سکتی تھیں دوسری طرف حضرت مسیح موعود اندھیرے میں سونے کے عادی تھے۔ اماں جان کی وجہ سے حضور بتی جلتی رکھتے جب حضرت اماں جان سو جاتیں تو روشنی گل کر دیتے حضرت اماں جان فرماتی ہیں جب میں کروٹ لوں تو اندھیرا معلوم ہوتا تو اماں جان روشنی کے لئے کہتیں اور حضور روشنی کر دیتے۔ آخر کار حضور کو بھی روشنی میں سونے کی عادت ہو گئی اور اماں جان کے لئے حضور خصوصی طور پر سارے گھر کو روشن کرنے کا بندوبست فرماتے اس بارے میں ایک بار اماں جان نے حضرت صاحب کو مخاطب کرتے فرمایا:

''حضرت صاحب وہ وقت یاد ہے جب آپ کو روشنی میں نیند نہیں آیا کرتی تھی اور اب اگر کونے کونے میں روشنی نہ ہو تو آپ کو نیند نہیں آتی۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 410)

ایک نہائیت دلچسپ واقعہ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ نے جو حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب کی صاحبزادی تھیں اپنے بچپن میں کافی عرصہ حضور کے گھر میں رہیں بیان کیا ہے جس سے حضور اور حضرت اماں جان کے باہمی تعلق پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ کیسے بے تکلفی اور محبت پر مبنی تھے آپ فرماتی ہیں:۔

''ایک دن حضرت مسیح اور حضرت اماں جان نے یہ تجربہ کرنا چاہا کہ دیکھیں آنکھیں بند کر کے کاغذ پر لکھا جا سکتا ہے یا نہیں''۔

چنانچہ حضور اور حضرت اماں جان نے آنکھیں بند کر کے ایک فقرہ تحریر کیا۔

(سیرت المہدی جلد 2 روایت نمبر 1204 ص 149)

آخرت کا فکر ضروری ہے

اپنے دوستوں اور اپنے ماننے والوں سے بھی حضور یہی توقع رکھتے تھے کہ وہ اپنے عائلی تعلقات اسی نمونہ کے مطابق استوار کریں۔ اس ضمن میں حضور نے حضرت مولوی عبدالکریم کو جو نصیحت فرمائی تھی وہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے۔ سو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔ میں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ یہ ہے۔ ''خیر کم خیر کم لا ھلہ'' یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اس قدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بُرا کہہ بیٹھیں اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔ سو ایسی حالت میں بھی کبھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور بھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروّت اور جوانمردی سے پیش آویں اور ان کو سمجھاتے رہیں کہ (-) آخرت کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے وہ ہیبت ناک چیز جو خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہئے کہ وہ بے وقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور دل نرم رکھنا چاہئے اور انکو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں نماز جنابِ الٰہی میں عرض معروض کا موقعہ دیتی ہے اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لئے دعائیں کریں بد تقدیروں سے ڈرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو امن کے وقت میں ڈرتے رہیں اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعائیں کریں یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لئے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں''۔

(مکتوبات احمد جلد 2 مکتوب نمبر 35 صفحہ 235-234)

تعلقات میں وفاداری

ایک واقعہ کا تعلق اخبار بدر کے بانی ایڈیٹر حضرت بابو محمد افضل سے متعلق ہے۔ حضرت بابو محمد افضل صاحب حضور کے رفیق تھے۔ افریقہ میں ملازم تھے اور بہت خوشحال تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں اور انہوں نے دونوں بیویوں کو قادیان میں رکھا ہوا تھا۔ 1899ء میں انہوں نے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کو خط لکھا اور تحریر کیا کہ ان کی بیویوں کو ان کے پاس بھجوا دیا جائے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تحریر کیا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اس کو طلاق دیتا ہوں۔ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب نے یہ خط حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور کو اس خط سے بہت رنج پہنچا اور حضرت مولوی صاحب کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا۔ ان کو لکھ دیں کہ ''ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کر سکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا''۔ حضور کا ارشاد بابو محمد افضل کو پہنچا تو انہوں نے فوری طور پر فیصلہ کیا کہ وہ اپنی دونوں ازواج کو اپنے پاس ہی رکھیں گے اور اپنی بہت آمدنی والی ملازمت کو چھوڑ کر حضور کی صحبت میں رہنے کے لئے قادیان آ گئے اور اخبار بدر کا اجراء کیا اور حضور کی مصروفیات اور حضور کے ملفوظات کی اشاعت کا کام شروع کر دیا اور باقی زندگی حضور کے قدموں میں گذاری اور 1905ء میں حضور کے قدموں میں ہی وفات پائی۔

(سیرت حضرت مسیح موعود حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 253)

مرسلہ: نظارت تعلیم

میٹرک کے بعد آپ کیا کرسکتے ہیں

میٹرک کا امتحان دینے والے طلبہ کیلئے مفید معلومات

کیا آپ نے سوچا ہے کہ میٹرک کے بعد آپ کیا کرنا چاہتے ہیں یا کیا کرسکتے ہیں۔ اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی ابھی سے کیجئے تاکہ آئندہ کی پریشانی سے بچا جاسکے۔ نیز منصوبہ بندی کرنے اور اس پر عمل کرتے وقت خدا تعالیٰ سے خود بھی دعا کریں اور حضور انور کی خدمت میں بھی دعا کے لئے عرض کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی صحیح رنگ میں راہنمائی فرمائے اور درست فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کی راہنمائی کے لئے کچھ معلومات مہیا کی جارہی ہیں۔

وقف زندگی

ایسے احمدی طلباء جو خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کے خواہش مند ہیں ان کو چاہئے کہ الفضل کا باقاعدہ مطالعہ کرتے رہیں اس میں جامعہ احمدیہ اور مدرستہ الظفر وقف جدید کے داخلہ کا اعلان شائع ہوتا ہے۔ نیز جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے وکالت تعلیم تحریک جدید اور مدرستہ الظفر کے لئے وقف جدید ربوہ سے مزید معلومات کیلئے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ جامعہ احمدیہ اور مدرستہ الظفر میں قرآن کریم (ترجمہ وتفسیر)، علم کلام، عربی، انگریزی، موازنہ مذاہب، فقہ وغیرہ کی خاص تعلیم دی جاتی ہے اور ایسے واقفین زندگی تیار کئے جاتے ہیں جو دنیا کے کسی حصہ میں بھی دعوت الی اللہ کے فرائض سر انجام دے سکیں۔ احمدی نوجوانوں کیلئے یہ سب سے بہترین شعبہ ہے کیونکہ اس کے تحت نوجوانی میں ہی خدا تعالیٰ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کرکے اس کے کاموں میں لگا دیا جاتا ہے۔

پری میڈیکل

ایف ایس سی پری میڈیکل کرنے کے بعد ایم بی بی ایس۔ ڈی فارمیسی۔ ڈینٹل سرجری D.V.M اور ایگریکلچر میں بھی داخلہ لیا جاسکتا ہے۔ MBBS اور ڈینٹل سرجری میں داخلہ صرف ایف ایس سی میں حاصل کردہ نمبروں پر نہیں دیا جاتا بلکہ اب داخلہ ٹیسٹ جو انگریزی۔ فزکس۔ کیمسٹری اور بیالوجی پر مشتمل ہوتا ہے کو اچھے نمبروں سے کلیئر کرنا پڑتا ہے اور میرٹ دونوں کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے F.Sc میں حاصل کردہ نمبر کل میرٹ کا 70% ہوتے ہیں اور ٹیسٹ کے نمبر میرٹ کا 30% ہوتے ہیں۔ اس ٹیسٹ کی تیاری بہت محنت سے کرنا ہوتی ہے اور اس کا دارومدار ایف ایس سی کے دوران ایک معین ٹائم ٹیبل کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ منظور شدہ پرائیویٹ ادارہ جات بھی میڈیسن کرواتے ہیں اور ان میں داخلہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہے نیز حکومتی ادارہ جات کے مقابلہ پر ان ادارہ جات کی غیر معمولی فیس ہوتی ہے جس کو ادا کرنا ہر ایک کیلئے مشکل ہوتا ہے اس لئے اول ترجیح حکومتی ادارہ جات کو دینا چاہئے۔ حکومتی اور پرائیویٹ میڈیکل ادارہ جات کے بارہ میں مکمل معلومات www.pmdc.org.pk سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

میڈیکل ٹیکنالوجیز

ایف ایس سی پری میڈیکل کے بعد اکثر طلبہ کا داخلہ ایم بی بی ایس یا بی ڈی ایس میں نہیں ہوتا جس کی وجہ سے طلبہ پریشان ہوتے ہیں کہ اب کیا کیا جائے اور میڈیسن میں داخلہ کے خواہشمند طلبہ F.Sc کا امتحان دوبارہ دیتے ہیں تاکہ اگلے سال شاید میرٹ پر آجائیں۔ اس سلسلہ میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ Repeat کرنے کی بجائے اسی سال میڈیکل کی بعض دوسری اچھی فیلڈز میں Apply کیا جائے تاکہ سال ضائع نہ ہو۔ ان فیلڈز میں درج ذیل میڈیکل ٹیکنالوجی بہت اچھی ہیں اور مستقبل میں ان کا کافی سکوپ بھی ہے خاص طور پر واقفین نو طلبہ کو اس طرف جانا چاہئے تاکہ جماعت کیلئے بھی مفید وجود بن سکیں۔ میڈیکل ٹیکنالوجیز کی درج ذیل فیلڈز میں بی ایس سی آنرز کیا جا سکتا ہے۔

Respiratory Therapy, Ophthalmic Medicine, Speech & Language Therapy, Occupational Therapy, Cardiac Perfusion, Dental Hygiene, Dental Technology, Operation Theatre Technology, Audiology, Orthotics & Prosthetic, Emergency & Intensive Care Sciences, Optometry & Orthoptics, Medical Laboratory Technology, Medical Imaging Technology, Physiotherapy.

پیرا میڈیکل کورسز

میٹرک/انٹرمیڈیٹ کے بعد بعض پیرا میڈیکل ٹریننگ پروگرام بھی آفر ہوتے ہیں ان میں ڈسپنسر، نرسنگ، لیبارٹری ٹیکنیشن، ریڈیو گرافر، آپریشن تھیٹر اسسٹنٹ، ڈینٹل ٹیکنیشن، ای سی جی ٹیکنیشن، اینڈوسکوپی ٹیکنیشن اور انیستھیز یا ٹیکنیشن وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ٹریننگ پروگرام حکومتی اور پرائیویٹ دونوں ہسپتالوں میں آفر ہوتے ہیں۔

پری انجینئرنگ

ایف ایس سی پری انجینئرنگ کرنے کے بعد حکومتی انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں الیکٹریکل۔ سول مکینیکل۔ میکاٹرانکس۔ کیمیکل۔ آرکیٹیکچر۔ الیکٹرانکس میٹالرجی انڈسٹریل۔ ایروناٹیکل۔ ٹیلی کمیونیکیشن اور کمپیوٹر انجینئرنگ میں داخلہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کل میرٹ بناتے وقت داخلہ ٹیسٹ جو انگریزی۔ فزکس۔ کیمسٹری اور میتھ پر مشتمل ہوتا ہے اور F.Sc کے نمبروں دونوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ F.Sc میں حاصل کردہ نمبر کل میرٹ کا 70% ہوتے ہیں جبکہ ٹیسٹ کے نمبر میرٹ کا 30% ہوتے ہیں۔ اس لئے اس ٹیسٹ کی تیاری کا دارومدار ایف ایس سی کے دوران باقاعدہ پڑھائی کے ساتھ بھی ہے اور داخلہ ٹیسٹ ہونے کی وجہ سے مقابلہ اور بھی سخت ہوتا جارہا ہے۔ کچھ اعلیٰ معیار کے تعلیمی پرائیویٹ ادارہ جات بھی مندرجہ بالا فیلڈز میں چار سالہ انجینئرنگ ڈگری پروگرام کرواتے ہیں۔ لیکن داخلہ سے قبل ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہوتا ہے۔

انٹرمیڈیٹ آرٹس

ایسے طلباء جو ایف اے کرنے کے خواہش مند ہوں وہ غور اور دعا کے بعد ایسے مضامین کا انتخاب کریں جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ آئندہ کی پیشہ وارانہ زندگی کے لئے بھی مفید ہوں مثلاً اکنامکس شماریات۔ میتھ۔ یہ مضامین ایف اے میں پڑھنے کے بعد کامرس اور خاص طور پر اکاؤنٹنگ کی فیلڈ کی طرف جانے کے لئے بھی مددگار ہوتے ہیں۔ اور آج کل اکاؤنٹنگ خاص طور پر چارٹرڈ اکاؤنٹنگ، کاسٹ اینڈ مینجمنٹ اکاؤنٹنگ اور ACCA زیادہ مشہور ہیں اور کثرت سے طلبہ ان کا رخ کرتے ہیں۔ دوسرے مضامین پڑھنے والے طلبہ بھی ان فیلڈز کو اختیار کرسکتے ہیں لیکن شماریات، اکنامکس اور ریاضی پڑھنے والوں کی چونکہ Background مضبوط ہوتی ہے اس لئے زیادہ بہتر طور پر ان فیلڈز میں چلنے کا امکان ہوتا ہے۔

صحافت

آج کل کے زمانے میں ایک اور ابھرتی ہوئی فیلڈ ''صحافت'' یا ماس کمیونیکیشن بھی ہے اور کثرت سے احمدی طلباء و طالبات کو اس طرف بھی آنا چاہئے۔ خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا اور بالخصوص کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے تعارف کے بعد اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ ایف اے اور ایف ایس سی دونوں قسم کے پروگرام کرنے کے بعد بعض حکومتی اور پرائیویٹ ادارہ جات MASS COMMUNICATION میں چار سالہ بیچلرز پروگرام بھی آفر کرتے ہیں اس کے علاوہ اگر دو سالہ بیچلرز میں اختیاری مضمون کے طور پر صحافت رکھی جائے تو آگے ماسٹرز (ایم اے) بھی کیا جاسکتا ہے لیکن اگر بیچلرز میں صحافت نہیں پڑھی تو پہلے پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ کرکے ماسٹر میں داخلہ حاصل کیا جاسکتا ہے اس میدان میں کمپیوٹر کے تعارف کے بعد جدت آگئی ہے نیز مقابلہ بھی سخت ہوگیا ہے۔ نیز اس مضمون کے حوالہ سے یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ کوشش کی جائے کہ چار سالہ بیچلرز ڈگری پروگرام میں داخلہ حاصل کیا جائے۔

Film & Media Studies

عام طور پر اس شعبہ کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف ٹی وی ڈرامہ اور فلمیں ہی تیار کی جاتی ہیں لیکن ایسا نہیں ہے اس کی مدد سے نہایت مفید کام بھی کئے جاتے ہیں مثلاً جماعت میں MTA کے نام سے ایک مکمل چینل موجود ہے جو معلومات کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کا کام بھی نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا ہے۔ اس بااثر فیلڈ میں احمدی بچے اور بچیوں کی بہت ضرورت ہے۔ اس شعبہ میں مندرجہ ذیل فیلڈز میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔

فلم پروڈکشن۔ کیمرہ ورک۔ سکرپٹ رائیٹنگ۔ نیوز ایڈیٹنگ۔ گرافکس۔ اینیمیشن میڈیا سٹڈیز میں انٹرمیڈیٹ کے بعد ڈپلوما کورسز۔ بیچلرز اور پھر ماسٹر لیول تک تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔

بزنس ایڈمنسٹریشن وبینکنگ سٹڈیز

ایف اے/ایف ایس سی کرنے والے طلبہ B.B.A (بزنس ایڈمنسٹریشن) کرنے کے بعد MBA بھی کرسکتے ہیں۔ اکثر حکومتی ادارہ جات میں داخلہ انٹرمیڈیٹ میں حاصل کردہ نمبروں اور ٹیسٹ پر ہوتا ہے اور پرائیویٹ ادارہ جات میں داخلہ کا معیار ٹیسٹ کلیئر کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بی اے کرنے کے بعد بھی MBA کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان کی اکثر پبلک یونیورسٹیاں ہر سال BBA اور MBA میں داخلہ آفر کرتی ہیں جبکہ اعلیٰ معیار کے پرائیویٹ ادارہ جات بھی BBA اور MBA کرواتے ہیں۔ ایک اور ابھرتی ہوئی فیلڈ بینکنگ کی ہے جو بیچلرز اور ماسٹرز دونوں لیول پر آفر ہو رہی ہے اور پاکستان کے مختلف حصوں میں کثیر تعداد میں مختلف بینکوں کی شاخوں کے کھلنے اور جدید بینکوں کی وجہ سے اس پروگرام کا سکوپ بڑھ رہا ہے۔

قانون (LAW)

بعض حکومتی اور پرائیویٹ ادارہ جات میں انٹرمیڈیٹ کے بعد بی اے ایل ایل بی (آنرز) پانچ سالہ ڈگری پروگرام آفر ہوتا ہے اس کے علاوہ بی اے/بی ایس سی کرنے والے طلبہ L.L.B ڈگری پروگرام

میں بھی داخلہ حاصل کرسکتے ہیں۔حکومتی اور پرائیویٹ ادارہ جات میں داخلہ بذریعہ ٹیسٹ اور بیچلرز ڈگری میں حاصل کردہ نمبروں پر ہوتا ہے۔ L.L.B کی تعلیم میں پرائیویٹ ادارہ جات غیر معمولی کردار ادا کررہے ہیں۔اس کے علاوہ اب پاکستان کے مختلف شہروں میں یونیورسٹی آف لندن کا External L.L.B پروگرام بھی مختلف پرائیویٹ تعلیمی ادارہ جات کرواتے ہیں اور یہ بھی بہت مقبول ہے اور اس پروگرام کو مکمل کرنے کے بعد برطانیہ سے بار ایٹ لاء اور L.L.M بھی آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔

کمپیوٹر سائنس

وہ طلبہ جو کمپیوٹر سائنس/ IT کی فیلڈ اختیار کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے حکومتی اور پرائیویٹ دونوں چار سالہ کمپیوٹر سائنس/ IT میں ڈگری آفر کرتے ہیں کمپیوٹر سائنس کو سافٹ ویئر انجینئرنگ بھی کہا جاتا ہے اور اسی سے تعلق رکھنے والی فیلڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی (IT) بھی ہے اس کے لئے ایف ایس سی پری انجینئرنگ یا ایف اے میتھ کے ساتھ ہونا لازمی ہے اور داخلہ کے لئے داخلہ ٹیسٹ کلیئر کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ آج کل کثرت سے مختلف ادارہ جات کمپیوٹر کے Certification کورسز کروا رہے ہیں۔ کوشش یہ کی جائے کہ ان کورسز میں داخلہ سے قبل انٹر میڈیٹ مکمل کرلی جائے اور انٹرمیڈیٹ اگر میتھ کے ساتھ ہو تو سب سے بہتر ہے۔صرف میٹرک کے بعد ان کورسز کا رخ کرنا درست نہیں ہے۔

فائن آرٹس و آرکیٹکچر

وہ طلبہ جو انٹرمیڈیٹ کے بعد فائن آرٹس ڈیزائننگ اور آرکیٹکچر وغیرہ میں چار اور پانچ سالہ ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ داخلہ ٹیسٹ کلیئر کریں نیز فائن آرٹس اور آرکیٹکچر میں داخلہ کے لئے فری ہینڈ ڈرائنگ کی خوب مشق کرنی چاہیئے تاکہ اس کے امتحان کو کلیئر کرسکیں۔

بیچلر آنرز (آرٹس و سائنس)

وہ طلباء و طالبات جو کسی ایک مضمون میں Specialize کرنا چاہتے ہیں وہ F.Sc/F.A میں ایسے مضامین رکھیں جن میں سے Select کرکے بیچلرز (آنرز یا سادہ) مکمل کریں اور پھر کسی ایک مضمون میں ماسٹرز مکمل کرسکتے ہیں۔ ان مضامین میں درج ذیل مفید ہیں اور مستقبل میں آپ کے لیے بہتر ثابت ہوں گے۔

Mass Communication, Education, English Litrature,Geography, Bioinformatics,Home Economics, Fine Arts, History, Library & Information Science, Psychology, Social Work, Islamic Studies. urdu, Business Administration, Commerce, Economics, Botany, Zoology, Chemistry, Computer Science, Food Scienc & Technology, Mathematics, Physics, Statistics, Environmental Science, Biotechnology, MicroBiology, BioChemistry etc.

ٹیکنیکل تعلیم

ایسے طلبہ جو میٹرک کرنے کے بعد کسی ٹیکنیکل کالج میں داخلہ حاصل کرکے تین سال کا ڈپلومہ DAE حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اس کے بعد کسی بھی انجینئرنگ یونیورسٹی میں محدود نشستوں پر داخلہ حاصل کرسکتے ہیں اور داخلہ کی شرط میں داخلہ ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہے لیکن اگر DAE کے بعد بیچلرز اور پھر ماسٹرز کسی مضمون میں کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اجازت ہے کیونکہ DAE کا کورس انٹرمیڈیٹ کے برابر ہے نیز اب DAE کے بعد بعض ادارے B-Tech بھی کرواتے ہیں۔

کامرس

ایسے طلبہ جو کامرس میں دلچسپی رکھتے ہوں اور CA یا ایم بی اے کرنا چاہتے ہوں وہ میٹرک کے بعد I.Com بھی کرسکتے ہیں جس کے بعد B.Com یا BBA کرسکتے ہیں۔جس کے بعد MBA یا CA یا M.Com کیا جاسکتا ہے۔تاہم صرف گریجوایشن کی بنیاد پر بھی MBA اور CA میں داخلہ ممکن ہے۔بہتر یہی ہے کہ کامرس کی تعلیم آغاز سے ہی حاصل کی جائے تاکہ بنیاد مضبوط بن سکے۔

ہوم اکنامکس

بعض طالبات ہوم اکنامکس مضامین پڑھنا چاہتی ہیں تو وہ میٹرک کے بعد ہوم اکنامکس کالجز میں چار سالہ B.Sc. میں داخلہ حاصل کرسکتی ہیں یا پھر F.Sc. کرنے کے بعد زرعی یونیورسٹی وغیرہ میں دو سالہ بیچلرز ہوم اکنامکس میں کرسکتی ہیں۔ان میں مختلف پیشہ وارانہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔مثلاً چائلڈ ڈیویلپمنٹ۔ فوڈ اینڈ نیوٹریشن، فوڈ ٹیکنالوجی۔ آرٹس RURAL سوشیالوجی وغیرہ اور آجکل ان کی بہت ڈیمانڈ ہے۔

ٹورازم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ

انٹرمیڈیٹ کے بعد ہوٹل مینجمنٹ اور ٹورازم کی فیلڈ میں سرٹیفیکیٹ، ڈپلومہ اور بیچلرز پرگرام بھی کروائے جاتے ہیں۔یہ کورسز حکومتی اور پرائیویٹ ادارہ جات میں کروائے جاتے ہیں۔زیادہ بہتر ہے کہ حکومتی ادارہ میں داخلہ لیا جائے، کیونکہ ان اداروں میں فیس کم ہوتی ہے۔ان کورسز کے بعد Job ملنے کے مواقع بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

غیر ملکی زبانیں

میٹرک کرنے کے بعد پاکستان کے بڑے شہروں میں واقع بعض ادارہ جات غیر ملکی زبانوں میں سرٹیفیکیٹ ڈپلومہ کورسز کرواتے ہیں ان کے بعد مختلف معیار کے اور کورسز بھی جاری رہتے ہیں نیز ساتھ پرائیویٹ طور پر انٹرمیڈیٹ/بیچلرز کرلیا جائے تو دہرا فائدہ ہوتا ہے۔ان میں سب سے بڑا ادارہ NUML ہے جو مختلف زبانوں میں ماسٹرز بھی کرواتا ہے اور واقفین نو کو اس طرف خاص طور پر آنے کی ضرورت ہے کیونکہ جماعت کو غیر ملکی زبانوں پر عبور رکھنے والے طلباء و طالبات کی بہت ضرورت ہے۔

ٹیچرز ٹریننگ پروگرام

ٹیچرز ٹریننگ پروگرامز میں BEdP. T.C,CT, MEd شامل ہیں یہ پروگرام میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور بیچلرز کے بعد آفر ہوتے ہیں اور ان کورسز کے بعد تعلیمی ادارہ جات میں Job کے مواقع بہت زیادہ ہوتے ہیں۔یہ کورسز ریگولر اور پرائیویٹ دونوں صورتوں میں کئے جاسکتے ہیں۔B.Ed کی ڈگری کیلئے تو اب گورنمنٹ نے ایک سال کی Internship بھی لازمی قرار دی ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بھی میٹرک پاس طلبہ کے لئے مختلف کورسز آفر کرتی ہے اس کے داخلہ جات سال میں دو مرتبہ فروری اور اگست میں ہوتے ہیں جن کا اعلان قومی اخبارات اور روزنامہ الفضل میں بھی ہوتا ہے۔ایسے طلباء جو میٹرک کے بعد ریگولر تعلیم جاری نہ رکھ سکتے ہوں وہ اس یونیورسٹی کے ذریعہ انٹرمیڈیٹ گریجوایشن اور ماسٹر لیول تک کی تعلیم بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ نیز اسی ادارہ نے مختصر المعیاد تعلیمی پروگرام STEP کے نام سے جاری کیا ہوا ہے جس میں لائبریرین شپ، ہوٹل سروسز، مینجمنٹ سائنسز، کمیونٹی ایجوکیشن، سوشل سائنسز، ایگریکلچر اور کمپیوٹر کے کورسز وغیرہ شامل ہیں اس کے علاوہ یہ یونیورسٹی بیچلرز کے بعد B.Ed اور ایم اے ایجوکیشن بھی کرواتی ہے۔ مزید معلومات www.aiou.edu.pk سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

Virtual University

یہ یونیورسٹی بعض بیچلرز اور ماسٹرز پروگرام آفر کرتی ہے۔کمپیوٹر سائنس میں ایک سالہ ڈپلومہ بھی یہ یونیورسٹی آفر کرتی ہے۔اس یونیورسٹی کا ذریعہ تدریس انٹرنیٹ ہے۔طلباء و طالبات کو کسی کیمپس میں جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر کسی بارہ میں مدد کی ضرورت ہو تو انٹرنیٹ کے ذریعہ اپنے ٹیچر سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ اس یونیورسٹی کے بارہ میں مزید تفصیلی معلومات اس کی ویب سائٹ www.vu.edu.pk سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

ضروری امور

وہ طلبہ و طالبات جو انجینئرنگ اور کمپیوٹر سائنس میں داخلہ کے خواہش مند ہیں ان کو چاہئے کہ جماعت میں قائم انجینئرنگ و آرکیٹکچر ایسوسی ایشن (IAAAE) اور کمپیوٹر ایسوسی ایشن (AACP) کے لوکل چیپٹرز کے پریذیڈنٹ صاحبان سے رابطہ کرکے مزید معلومات بھی حاصل کرسکتے ہیں اس طرح ان کو زیادہ بہتر Planning کرنے کا موقع مل جائے گا۔

آپ اوپر بیان کردہ کسی بھی فیلڈ میں جائیں آپ کی انگریزی اچھی ہونا لازمی ہے اس لئے میٹرک کے امتحان دینے کے بعد انگریزی کو بہتر بنانے کی مشق بہت ضروری ہے تاکہ مستقبل کی تعلیم میں آپ کو کوئی مشکل پیش نہ آئے۔میٹرک کے بعد آپ سے توقع رکھی جائے گی کہ آپ انگریزی میں خود اپنے جوابات یا نقطہ نظر کو بیان کرسکیں۔اکثر طلبہ کے میٹرک کے نمبر تو بہت اچھے ہوتے ہیں لیکن آگے جا کر ان طلبہ کی کارکردگی کا گراف نیچے آجاتا ہے اس کی ایک بنیادی وجہ انگریزی میں کمزوری ہے۔اس لئے انگریزی کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

نظارت تعلیم کوشش کرتی ہے کہ پاکستان میں کروائے جانے والے مختلف پروگراموں کے بارے میں اعلانات 'الفضل' میں شائع ہوں اور کثیر تعداد میں طلبہ اس سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں اس لئے ایک تو طلبہ کثرت سے الفضل کا مطالعہ باقاعدگی سے کریں نیز سکرٹریان تعلیم کو بھی چاہئے کہ ان اعلانات اور مضامین کے ذریعہ اپنے حلقہ/جماعت کے طلبہ کی راہنمائی کریں اور نظارت تعلیم سے رابطہ رکھیں نیز آپ کے پاس کچھ معلومات ہوں تو چھپی ہوئی صورت میں نظارت کو ارسال کریں۔

آخر میں تمام طلبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خاص طور پر دعا کے لئے تحریر کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جماعت اور اپنے خاندانوں کے لئے نافع الناس وجود بنائے۔آمین!

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ

پوسٹ کوڈ نمبر 35460

فون نمبر 047-6212473

E.Mail: **nataleem@gmail.com**

info@nazarattaleem.org

www.nazarattaleem.org

☆......☆......☆

مکرمہ امۃ النصیر طاہرہ صاحبہ ۔ کینیڈا

میرے خاوند مکرم محمد طارق اسلام صاحب مربی سلسلہ

اطمینان وتسلی اور وفا کے ساتھ ہماری زندگیاں خدمت دین میں مصروف مگر بہت آرام وسکون سے گزر رہی تھیں کہ جلسہ سالانہ کینیڈا سے واپس آتے ہی میرے شوہر محترم طارق اسلام مربی سلسلہ کی طبیعت ناساز ہوئی اور 8 ستمبر 2009ء کومختصر سی علالت کے بعد شام پانچ بجکر دس منٹ پر آٹوا جنرل ہسپتال میں اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11 ستمبر 2009ء کے خطبہ جمعہ میں جن محبت بھرے تعریفی الفاظ میں ان کا ذکر خیر فرمایا۔ وہ ہم سب کے لئے باعث افتخار وموجب تسکین ہے۔ پیارے آقا ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

ہمارے () سلسلہ کینیڈا مکرم محمد طارق اسلام صاحب کی دو دن پہلے وفات ہوگئی ہے ...... بڑے ملنسار اور پیار کرنے والے اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اپنے عزیزوں کا، رشتہ داروں کا، غریبوں کا بڑا خیال رکھنے والے تھے۔ جماعتی روایات کا بھی بڑا گہرا علم تھا اور اطاعت کا بڑا سخت جذبہ پایا جاتا تھا۔ خلافت سے بڑی محبت کرنے والے تھے۔ ایک تو ہر احمدی کو ہوتی ہے اور ہر مربی کو ہونی چاہئے اور ہوتی ہے لیکن بعضوں کی محبت غیر معمولی ہوتی ہے یہ بھی ان میں شامل تھے۔ کبھی کوئی شکایت نہیں پیدا ہوئی تھی۔ بڑی باریک بینی سے، محنت سے ہر کام کرنے والے تھے۔ میرے کینیڈا کے جو دورے ہوتے رہے ہیں تو اس وقت یہ ملاقاتوں کے لئے یا دوسرے کاموں کے لئے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں ڈیوٹیاں بھی دیتے رہے ہیں اور ہمیشہ بڑی خوش اسلوبی سے اور بڑی محنت سے کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل 27/اکتوبر 2009ء)

حضور پُرنور کے ان تعریفی الفاظ نے ہمیں اٹھنے کا نیا حوصلہ دیا۔ آخر میں جب حضور پُرنور کی آواز میں آواز ملاکر کل دنیا میں پھیلی ہوئی جماعتوں نے حضور کی طرف سے ہمارے لئے کی گئی دعا کی تحریک کے جواب میں آمین کہا تو ہم نے محسوس کیا کہ کس قدر ہمت وحوصلہ کے ساتھ ہم تمام آخری الوداعی مراحل میں نہایت صبر کے ساتھ شامل رہے۔

آپ نے نہایت عجز و انکساری سے اپنی تمام زندگی سمعنا و اطعنا پر عمل کیا۔ جماعت سے نظام جماعت سے اتنی گہری محبت کی کہ کبھی کہیں سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ خلافت سے غیر معمولی محبت کی۔ اپنے اعلیٰ اخلاق سے ہر ایک کا دل جیتا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد بہت محنت سے اپنی ہمدردانہ طبیعت کے پیش نظر بجالاتے رہے۔

کئی برس قبل ایک شعر نظر سے گزرا تھا کہ ؎

چاک کو تقدیر کے ہوتا نہیں ہرگز رفو
سوزن تدبیر گر ساری عمر سیتی رہے

آج گزرے ہوئے چند ماہ پر نظر دوڑائی تو یہی لگا کہ سوزن تدبیر کو محض 56 دن ہی ملے سینے کے لئے۔ مگر جب تقدیر خداوندی غالب آئی تو ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کے مصداق سب کچھ اتنی جلدی اور اچانک ہوا کہ سب حیران ہی رہ گئے۔ 9 ستمبر کوان کی نماز جنازہ آٹوا میں ادا کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ 10 ستمبر کو آٹوا سے ٹورانٹو لے جایا گیا۔ ہم سب بھی ایک سوگوار قافلہ کی صورت میں ٹورانٹو پہنچے۔ 11 ستمبر بروز جمعۃ المبارک کو بیت الذکر کے احاطہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور بعد نماز جمعہ تمام غمزدہ جماعتوں کے حاضرین نے نہایت منظّم طریق پر ایک Unity کے ساتھ احمدیت کے اس خادم کو میپل (Maple) قبرستان میں ان کی آخری آرامگاہ تک پہنچایا۔ ان لمحات میں ہم نے خلافت کے سائے تلے تمام انتظامات طے پاتے دیکھے۔ حضور پُرنور کی ہدایات کے مطابق مکرم امیر صاحب اور مکرم نسیم مہدی صاحب مربی انچارج کی راہنمائی میں تمام آخری مراحل نہایت خوش اسلوبی سے طے پائے۔ تمام جماعتوں نے اشکبار آنکھوں سے اس غم کو اپنا غم سمجھ کر آخری انتظامات میں حصہ لیا۔ دور ونزدیک کی جماعتوں نے نمائندگان کرام اور مربیان کرام نے بھی تشریف لاکر ہماری دلجوئی کی۔ بہت فاصلوں سے لجنہ ممبرات بھی آکر اس عظیم غم میں ڈھارس کا موجب بنیں۔ ابھی تک تمام دنیا سے بہت سے خطوط، Faxes، Emails اور فون کے ذریعہ تعزیتی پیغامات موصول ہورہے ہیں۔ الغرض بیماری کے دنوں میں سب نے عیادت کرکے دعاؤں کے ذریعہ ہماری مدد کی اور اب تعزیتی پیغامات کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ خدا تعالیٰ احسن رنگ میں سب کو جزائے خیر دے۔ میں سب کی تہہ دل سے مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ خدا تعالیٰ خلافت کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ بھائی چارے اور اخوت کی فضا کو مزید بڑھائے۔ آمین

خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے شوہر نے ایک کامیاب زندگی گزاری۔ انہوں نے اپنی کامیاب زندگی میں جو کچھ کہا اس پر خود عمل بھی کرکے دکھایا۔ جو ہم سب کے لئے ایک نمونہ ہے۔ ان کی چند خوبیوں کا تذکرہ اس غرض سے کرنے کی کوشش کروں گی کہ رسول خدا ﷺ کا حکم بھی ہے کہ تم اپنے وفات شدگان کا ذکر خیر کرو تاکہ لوگ بھی تمہارے ساتھ ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعائیں مانگیں اور ان کے نیک نمونہ پر چلیں تاکہ ان کی روح کو سکون نصیب ہو۔

محترم طارق اسلام صاحب کا تعلق ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے ہے۔ ان کے والد محترم ماسٹر محمد شریف صاحب خود بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوئے اور کئی برس امیر جماعت ڈسکہ رہے۔ ڈائری لکھنا ان کا معمول تھا۔

24 دسمبر 1954ء میں اپنی ڈائری میں نرینہ اولاد کی دعا کا لکھا ہے۔ جو قبول ہوئی اور خدا نے پیدائش سے قبل بشارت دی اور ستمبر 1955ء میں محمد طارق اسلام کی پیدائش ہوئی۔

پھر لکھتے ہیں ”صبح 4 بجے کے قریب مجھے آواز سنائی دی کہ...... اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

چنانچہ 19 ستمبر 1955ء کو عزیزم محمد طارق اسلام پیدا ہوا۔ یہ خدا کی عنایت تھی اور اس کی رحمت کا نشان۔

محترم طارق صاحب کی عمر صرف 3 سال کی تھی کہ اچانک والدہ صاحبہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ابتدائی بچپن اپنی دادی محترمہ کے ساتھ گزارا۔ کچھ برس اپنے والد محترم کے ساتھ ایسی جگہوں پر بھی رہنا پڑا جہاں تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ گھر کے کام کاج میں بھی ان کا ہاتھ بٹانا پڑا۔ 1971ء میں ڈسکہ سے میٹرک کا امتحان پاس کرکے جامعہ احمدیہ ربوہ آئے۔ 1978ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ نظارت اصلاح وارشاد مقامی کے تحت 1978ء سے 1983ء تک لکی نوضلع جھنگ، ٹھٹھہ جوئیہ اور بدوملہی 152 شمالی ضلع سرگودھا کی جماعتوں میں کام کرنے کا موقع ملا۔ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کے تحت 1983ء تا 1985ء خدمات انجام دیں۔ 1985ء میں اٹلی گئے مگر وہاں بعض مسائل کی وجہ سے چند ماہ بعد واپس ربوہ آگئے۔ وکالت علیاء میں 1986ء تک کام کیا۔ 1986ء تا 1993ء وکالت تبشیر میں خدمات انجام دیں۔ 1989ء تا 1992ء مہتمم خدمت خلق اور مہتمم صحت جسمانی کے طور پر خدام الاحمدیہ پاکستان میں بھی کامیاب خدمت کی توفیق پائی۔ 28 جنوری 1993ء کینیڈا کے لئے روانگی ہوئی۔ ایک سال ٹورانٹو میں قیام کیا۔ پھر وینکوور تقرری ہوئی۔ 2 سال بعد ربوہ آئے۔ 1995ء میں پھر فیملی کے ساتھ وینکوور آئے۔ 10 سال وینکوور میں عرصہ خدمت کے دوران 6 سال وہاں صدارت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ وہاں دوران قیام خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ نے 1997ء سے 2001ء تک علم انعامی حاصل کیا۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ بھی 1996ء سے 2000ء تک پورے کینیڈا میں اول پوزیشن حاصل کرتی رہی۔ 14 جولائی 2004ء کو بطور مشنری ایسٹرن ریجن تقرری ہوئی۔ تادم آخر قیام آٹوا میں رہا۔

الغرض آخر دم تک میدان عمل میں بھرپور خدمت دین کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ اپنی بے پناہ خوبیوں کی وجہ سے آپ ہر جماعت میں ہر دلعزیز رہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اور جس شان سے جی کر ایک دوسری شان سے وہ چلے گئے ایسا ہی ہر مومن کا انجام ہو کہ خدا راضی ہو، خلیفہ وقت کی خوشنودی حاصل ہو۔ خلق خدا خوش ہو اور اہل وعیال ہر لحہ اسی کے لئے دعا گو رہیں۔

میرے ساتھ ان کی زندگی کا سفر اگست 1980ء سے شروع ہوا۔ الحمد للہ کامیاب اور خوش وخرم خدا تعالیٰ کی رضا سے معمور زندگی گزری اور رنج والم سے بوجھل دل لئے 29 سالوں پر محیط اس کی کچھ یادیں لکھنے کی کوشش کرتی ہوں۔

ان کی بہت سی خوبیوں میں ایک خوبی خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل تھا۔ جس کا مشاہدہ میں نے کئی بار کیا۔ ہر دوراہے پر خدا تعالیٰ سے ہی دعاؤں کے ساتھ مدد مانگتے دیکھا۔

اپنی بیماری کے دوران بھی سب نے یہی مشاہدہ کیا کہ بس خاموشی سے، کثرت سے درود شریف اور استغفار کا ورد کرتے ہوئے اپنے رب کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے صرف اور صرف اسی کی ذات پر کامل توکل کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ میں نے ان کی زندگی میں نماز کا شوق اور التزام بہت زیادہ دیکھا۔ اول فرصت میں نماز سے فارغ ہوکر بے فکر ہو جاتے۔ ہر تنظیم کو بھی یہی کہتے کہ جب کوئی اجلاس رکھیں نماز کے وقت کے ساتھ اس کا وقت ملائیں تا کہ جماعتی کام میں برکت پڑے۔ 29 جولائی 2009ء کو جب انہیں سرجری کے لئے آپریشن تھیٹر لے کر جارہے تھے تو جیسے ہی ظہر کی نماز ادا کی تو سرجیکل ٹیم نے اپنا کام شروع کردیا۔ سرجری کے بعد ہوش میں آتے ہی عصر کی نماز ادا کی اور کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ یہی چاہتا تھا کہ میں عصر کی نماز آکر ادا کروں۔ انہیں اپنا یہ شوق التزام کے ساتھ پورا کرنے کا موقع بھی ملتا رہا۔ خصوصاً رمضان المبارک کے ایام میں قرآن کریم حفظ بھی کرتے اور نمازوں میں بھی سناتے۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے چندوں کی ادائیگی میں بھی بہت باقاعدگی تھی۔ سب اہل خانہ کو یہی عادت ڈالی کہ سب سے پہلے چندہ ادا کریں پھر رقم کا کوئی اور مصرف ہونا چاہئے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی تحریک آتی سب سے پہلے اپنی رسید کٹوا کر پھر جماعت کو تلقین عمل کرتے۔ کیونکہ ان کا ایمان اور یقین ہی یہ تھا کہ اگر کوئی نماز باقاعدگی سے ادا کرے اور باشرح چندہ کی ادائیگی کرتا رہے تو اس کے ہر کام میں برکت پڑتی چلی جائے گی۔

محترم طارق اسلام صاحب کو خدمت خلق کے میدان میں اپنی زندگی میں بہت زیادہ کام کرنے کا موقع ملا۔ دوران تعلیم بھی اور میدان عمل میں پاکستان اور دوسرے ممالک میں بھی ایک Hobby کی طرح بے نفس ہوکر اور صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے اور مخلوق خدا کی دعائیں لینے کے لئے کرتے رہے۔ کسی کا کام سنوار کر دلی خوشی محسوس کرتے۔ عائلی

زندگی کے مسائل ہوں یا امیگریشن کے تجہیز و تکفین کے انتظامات ہوں یا شادی بیاہ کے۔ اعلیٰ تعلیم کا مشورہ دینا ہوتا یا گھر خریدنے کا۔ کہیں کسی مریض کو مدد کہیں یتیم و بیوہ کی راہنمائی۔ اکثر تو یوں بھی ہوتا کہ مدد بھی کرتے اور پتہ بھی نہ چلنے دیتے کہ ان کی مدد کون کررہا ہے تا کہ ان کے ضمیر پر کوئی بوجھ نہ بنے۔ یہی کہتے کہ خدا کے مسیح کے کاموں کے سلسلہ میں بے نفس ہو کر کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ اگر کسی کے دل میں میرے لئے کوئی انس ہے تو وہ بھی محض للہ ہے میری کوئی ذاتی خوبی نہیں ہے۔ کیونکہ ع

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا

اس لئے کبھی انسان سے بدلہ کا طالب نہیں ہونا چاہئے بلکہ صرف خداتعالیٰ ہی سے انعام کی توقع رکھنی چاہئے۔ جس دن کسی انسان سے بدلہ لینے کا خیال دل میں آنا شروع ہو جائے گا۔ اس دن سے برکت اٹھ جائے گی۔

مہمان نوازی بھی ایک ایسی نمایاں خوبی تھی جس سے ان کا ہر جاننے والا واقف ہے۔ بہت کم ایسا ہوا ہوگا کہ کوئی مہمان بغیر کسی تواضع کے چلا جائے اگر کبھی ایسا ہوتا تو طبیعت پر بہت بوجھ لیتے اور استغفار کرتے، مہمان کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھتے۔ اس کی پسند ناپسند کا اہتمام کرواتے۔ وینکوور میں قیام کے دوران کسی نے ازراہ مذاق کہا بھی کہ ''مہمان ابھی جہاز میں ہوتا ہے اور مربی صاحب چائے کے لئے کیٹل (Kettle) آن کروا دیتے ہیں۔

اسی طرح جب مہمان آتے تو انہیں قدرتی مناظر حسب توفیق دکھا کر بہت خوشی محسوس کرتے۔ مرکزی مہمانوں کے لئے خاص اہتمام کرتے۔ 6 ستمبر 2009ء کو مکرم امیر صاحب کینیڈا، مکرم نسیم مہدی صاحب اور مکرم خلیفہ عبدالعزیز صاحب جب ان کی عیادت کے آٹوا تشریف لائے تو ان سے خوش دلی سے ملے، ہنسی مذاق میں باتیں بھی ہوئیں۔ کسی کو بھی یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ وفات کا وقت اتنا قریب آچکا ہے۔ آنے والے مہمانوں کو بھی ان کی طبیعت بہتر معلوم ہوئی۔ حالانکہ آکسیجن لگی ہوئی تھی اور Blood Transfusion بھی ہو رہی تھی۔ ریجنل امیر صاحب اور ہمیں تاکیداً کہا کہ مہمانوں کو Drinks پیش کرنا ہیں اور یہی ان کی آخری مہمان نوازی بن گئی۔

ایک اور نمایاں خوبی تھی تحفہ دینا۔ کسی کے گھر خالی ہاتھ جانا بالکل پسند نہ تھا۔ یہی چاہتے چاہے چھوٹی سی چیز لے جاؤ مگر خالی ہاتھ نہ جاؤ۔ خصوصاً جب کسی کے گھر مدعو ہوتے تو ضرور تحفہ کا اہتمام کرتے اور ساتھ ہی یہ سمجھاتے کہ میں یہ اس لئے نہیں کرتا کہ کوئی لوٹا کر مجھے بھی تحفہ دے بلکہ عادت ہے اور اچھا لگتا ہے۔ گھر میں کوئی نو بیاہتا بچی آجاتی تو یہی خواہش ہوتی کہ اسے تحفہ دیا جائے۔ کسی کے ہاں بچے کی پیدائش ہوتی تو جاتے یا بچہ گھر آتا تو بھی خالی ہاتھ بھجوانا پسند نہ تھا۔ کئی بار اتنا انتظام رکھنا مشکل بھی لگتا مگر خداتعالیٰ ان کی خواہش کے مطابق انتظام کر ہی دیتا۔ جب سے آٹوا آئے تو موسم گرما میں سبزیاں اور مکئی لگانے کا اہتمام کرنے کا موقع ملتا رہا۔ سبزیوں کی دیکھ بھال بھی پوری ذمہ داری سے کرتے جب کئی روز کے لئے جماعتی دورہ جات پر جاتے تو فون پر پوچھتے رہتے کہ کسی نے پانی دیا یا نہیں؟ ٹرے میں سجا کر جماعت کے احباب کو تحفۃً بھجواتے۔ ٹورانٹو، کارنوال اور مانٹریال بھی ہر سال اس تحفہ کو بھجوانے کا اہتمام کرتے رہے۔

کئی افراد کو قرآن کریم کا تحفہ بھی چھوٹا سا نوٹ لکھ کر دیتے۔ ایک بار میں نے کہا کہ مجھے قرآن کریم کا تحفہ ابھی تک نہیں دیا۔ تو پھر مجھے بھی یکم رمضان المبارک 2005ء کو قرآن کریم کا تحفہ دیا۔ ایک نوٹ لکھا جس کے آخر میں ''طالب دعا طارق اسلام'' لکھا۔ اتفاقاً 8 ستمبر کو ہم گھر سے وہی قرآن کریم ساتھ لے گئے۔ جب ICU میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کی غرض سے کھولا تو سب سے پہلے اس نوٹ پر نظر پڑی۔ چنانچہ سارا وقت دعائیں کیں۔ ان سورتوں کی تلاوت بھی کی جنہیں وہ اکثر نمازوں میں سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان دعاؤں کے طالب شخص کے لئے بہت دعائیں کرتے ہوئے اسے سپرد خدا کر دیا کہ اس کی امانت تھی۔ وہ دعاؤں سے پُر ماحول میں نہایت آرام و سکون سے راضیۃً مرضیۃ کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گیا اور ہم اپنے رب کی رضا پر راضی ہو گئے کہ ؎

چیز جس کی تھی واپس وہی لے گیا
اس پہ شکووں کا کچھ حق ہمارا نہیں
اپنے رب کی رضا ہی پہ راضی ہیں ہم
اس کی ناراضگی تو گوارا نہیں

مکرم امیر صاحب اور مکرم نسیم مہدی صاحب سے جب فون پر تدفین کے بارہ میں بات ہوئی تو انہوں نے یہی بتایا کہ بعض اور بزرگوں سے بھی مشورہ ہوا ہے اگر فیملی کی خواہش بھی شامل ہو تو ان کی تدفین کینیڈا کی سرزمین ہی میں ہو تا کہ آنے والی نسلیں یاد رکھ سکیں۔ نیز یہ کہ جہاں ہم سب کے لئے یہ ایک عظیم صدمہ ہے وہاں اس بات کی خوشی بھی ہے کہ خداتعالیٰ کے فضل سے میدان جہاد میں کام کرتے ہوئے اور رمضان المبارک میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

باریک بینی اور دور بینی بھی محترم طارق صاحب کی ایک نمایاں صفت تھی۔ معاملہ فہم تو تھے ہی مگر معاملہ کی تہہ تک پہنچ کر جلدی سے اس کے آئندہ اچھے یا برے نتائج کو جانچ لیتے۔

طبیعت میں صبر اور برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ رشتہ داروں میں یا کام کے دوران اگر کسی سے رائے کا اختلاف ہو جاتا تو خاموشی اختیار کر لیتے یہی کہتے کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر میں نے صحیح نیت سے اپنا مشورہ دے دیا ہے۔ آگے اس کی مرضی ہے مانے یا نہ مانے اس بات سے بالا تھے کہ رنجشوں کو دل میں جگہ دی جائے۔ کئی مواقع ایسے بھی آئے کہ اگر کوئی بات کرنا پسند نہ کرتا تو خود آگے ہو کر سلام کرنے میں پہل کر لیتے۔ ہمیں بھی یہی سمجھاتے کہ ہمارا تو کام ہی یہ ہے کہ ہم ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کی تعلیم کو رواج دیں۔ اس لئے غصہ، رنجش یا ناراضگی کو لے کر دیر تک اور دور تک نہیں جانا چاہئے۔ نیز یہ کہ دنیا میں انسانوں میں اچھائیاں زیادہ ہیں اور برائیاں کم۔ اس لئے ہر انسان کی خوبی پر نظر رکھو اور اسے اس کی اچھائی سے جانچو۔ برائی کو ہو سکے تو نرمی سے سمجھانے کی کوشش کرو ورنہ اس کے لئے دعا کر دو۔

اپنے اقرباء کا تو ہر کوئی خیال رکھتا ہے۔ مگر ان کی طبیعت کا ایک خاص وصف یہ بھی تھا کہ وہ رشتہ داروں کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھتے۔ یعنی اپنے اور میرے بہن بھائیوں کے سسرال کے ساتھ بھی بہت اچھا برتاؤ کرتے۔ ہر ایک کے معیار پر پورے اترتے۔ ہر ایک کو اس کا درجہ اور مقام دیتے۔ کام کہنے والا کام کہہ کر مطمئن ہو جاتا اور یہ نہایت فرض شناسی اور ذمہ داری سے اسے انجام تک پہنچا کر ہی دم لیتے۔ اسی طرح اپنے اور میرے والدین کی بھی بہت عزت و احترام کرتے ان کے والد محترم نے طارق صاحب کے جامعہ آنے کے بعد دوسری شادی کی۔ اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی والدہ صاحبہ کا اپنے بھائیوں کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ اپنے بہنوئی مکرم مجید احمد سیالکوٹی صاحب کے بیرون ملک خدمت دین کے لئے جانے پر اپنی باجی محترمہ کا بھی خیال رکھنے کا موقع ملتا رہا۔ اسی طرح جب میرے والد صاحب محترم صادق محمد صاحب (ابن مکرم مولوی صالح محمد صاحب واقف زندگی) کو نصرت جہاں سکیم کے تحت سیرالیون اور نائیجیریا رہنے کا موقع ملا تو میری والدہ محترمہ امۃ الرشید صاحبہ بنت مکرم عبدالرحیم صاحب دیانت کو ہر مشکل مرحلہ میں ہر طرح سے ساتھ دیا۔ خداتعالیٰ انہیں ان نیکیوں کا اجر دے۔ آمین

بیوت الذکر اور جماعتی مراکز دیکھنے اور پھر دکھانے کا بھی خاص اہتمام کرتے۔ جب بھی کسی شہر میں گئے سب سے پہلے جماعتی مرکز یا بیت الذکر دیکھی پھر کوئی اور کام کیا۔ وینکوور، مانٹریال، کارنوال اور آٹوا کے جماعتی مراکز آنے والے مہمان کو بھی دکھاتے۔ 2007ء میں قادیان جانے کا موقع بھی ملا۔ ہوشیار پور اور لدھیانہ جانے کا اتفاق ہوا۔ اس سے پہلے 1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع قادیان تشریف لائے تھے تو مکرم طارق اسلام کو بھی قریباً ڈیڑھ ماہ قادیان میں رہنے کا موقع ملا تھا۔ اس لئے وہ قادیان کے گلی کوچوں سے اچھی طرح سے واقف تھے۔ 2007ء میں جب ہمیں جانے کا اتفاق ہوا تو بہت تفصیل سے ہر جگہ دکھائی اور بچوں کو ہر جگہ کا تاریخی پس منظر بھی بتایا۔

ہماری عائلی زندگی بھی مثالی رہی۔ خداتعالیٰ نے پانچ بیٹیوں سے نوازا۔ اسی کی دی ہوئی توفیق کے مطابق ان کی دینی و دنیوی تربیت کرنے کی کوشش کی۔ علم و ہنر سکھانے کی بھی مقدور بھر سعی کی۔ گھر کے ماحول میں دینی ماحول تو غالب تھا ہی مگر دنیاوی تعلیم دلوانے میں بھی کبھی کوئی کمی نہیں آئی۔ کیونکہ انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلوانے کا بہت شوق تھا۔ بچوں کے دل میں یہ بات جاگزیں تھی کہ ہم کم نمبرز لے کر ابو سے دستخط نہیں کروا سکتے اس لئے سبھی محنت سے بہت اچھے نمبرز لیتے رہے۔

مطالعہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ کوئی بھی نئی کتاب ملتی پہلی فرصت میں پڑھتے۔ باقی سب بھی مطالعہ کے شوقین ہیں اسی طرح شعر و شاعری سے بھی سارے گھرانے کو دلچسپی ہے۔ ہمیں ویسٹرن کینیڈا کے جلسوں، نیز ٹورانٹو جلسہ پر تین بار By Road آنے کا اتفاق ہوا۔ اسی طرح امریکہ بھی مختلف جلسوں پر گئے اور بہت لمبے سفر کئے۔ ہمارے سفر بھی بہت Organize ہوتے اور راستوں میں بچوں کو مختلف دعائیں اور اشعار سکھانے اور بیت بازی کرنے کے مواقع ملتے۔ اکثر گھر میں ایک کلاس رکھتے جس میں بچوں کو بھی موقع دیا جاتا کہ وہ بھی اپنی اپنی سوچ اور سمجھ کے مطابق کچھ نہ کچھ تیار کر کے لائیں اور پیش کریں تا کہ اعتماد بحال رہے۔ کوئی اہم امر طے کرنا ہوتا تو اہل خانہ کی Meeting رکھی جاتی جس میں مریم (بعمر 12 سال) کو بھی اپنی رائے کا پورا پورا حق ہوتا۔ بچیاں یونیورسٹی میں اپنی سہیلیوں کو دعوت الی اللہ کرتیں۔ قرآن کریم کے ترجمہ اور اختلافی مسائل پر گھر آکر ان سے مزید مدد لے کر جاتیں اور مزید اعتماد سے اپنا اپنا نظریہ پیش کرتیں۔ ہر چھوٹا بڑا کام کرنے سے قبل دعا کرنا بھی ان کی عادت تھی جب بھی کسی اہم جماعتی کام سے جانا ہوتا بچیوں کو بھی ضرور دعا میں شامل کرتے بلکہ کئی مرتبہ تو سب سے چھوٹے بچے کو بھی دعا کروانے کا موقع دیتے کہ سب کو عادت ہو جائے۔ بچیوں سے شام کو ضرور ان سے ان کے سارے دن کا حال پوچھتے۔ جب رشتے کرنے کے وقت آئے تو بہت شوق سے رشتے کئے مگر آغاز دعا اور خلیفہ وقت کو خط لکھ کر کیا اور جیسے ہی شرح صدر ہوگئی تو خود اثبات میں جواب دے دیا۔ بچیوں کے سسرال کی بہت عزت کرتے۔ اسی طرح ان کے شوہروں کا بھی ہر طرح سے خیال رکھتے۔ ہماری دو نواسیاں اور ایک نواسہ ہیں۔ ان سے بھی بہت پیار کا سلوک کیا۔

11 ستمبر 1993ء کو ٹورانٹو سے انہوں نے مجھے ایک خط لکھا۔ اس وقت میں اور بچے ربوہ میں تھے۔ آج کئی سال بعد پھر ان کے خط کی تحریر کو پڑھا اور ان کی استقامت پر رشک آیا۔ لکھتے ہیں:۔

''دن تو گزرتے جاتے ہیں۔ اگر یہ ایام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گزاریں تو کتنے عمدہ اور مقبول دن ہوں گے۔ اس میں تمہاری بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خیال بھی رکھے گا۔ اس کا خیال رکھنا ضروری نہیں کہ تمہاری مرضی کے مطابق ہو کیونکہ ہماری مرضی ہمارے محدود علم اور خواہشات کے گرد گھومتی ہے۔ جس میں اکثر باتوں کا ہمیں علم نہیں ہوتا۔ اس لئے ''علیم اور خبیر'' خدا پر انحصار کرنا چاہئے۔ اس کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔ مگر یہ ہے مشکل امر۔ اس کی توفیق بھی وہی دیتا ہے جو صرف اور صرف اس کے فضل اور رحم سے حاصل

ہوتی ہے۔ جس کا عملی نمونہ تم کئی بار اپنی زندگی میں ملاحظہ کر چکی ہو۔ اپنے اردگرد کئی ایسی مثالیں دیکھتی اور سنتی ہو۔ تو پھر ہمت اور عزم سے تم بھی خدا کی رضا کے سمندر میں کود جاؤ۔ وہ اپنی رحمت و شفقت کے غیر معمولی تائیدی ہاتھ سے خود نکالے گا کہ انسانی عقل حیران و ششدر رہ جائے گی۔ وقتی جدائی کو ناشکری کی طرف نہ لے جانا۔ بچے غیر معمولی طور پر اس کا اثر لیتے ہیں۔ وہ غیر محسوس انداز میں بہت سی باتیں تم سے سیکھتے ہیں۔ جو کہ ان کی آئندہ زندگی کا حصہ بننے والی ہیں۔ اس لئے غیر شعوری طور پر ہمیں بچوں کو مایوسی اور ناشکری کی طرف لے جانے والی باتوں کو اشارۃً بھی نہیں کرنا چاہئے۔ معصوم بچوں کے بعض سوالات تمہیں پریشان تو کرتے ہوں گے مگر ان معصوم انداز اور حقیقت کی تہہ تک نہ سمجھنے کے نتیجے میں بچوں کے سوالات کو خدا کی رضا کے گہرے سمندر میں ایسے رنگ میں لے جاؤ کہ بچے بھی غیر شعوری طور پر خدا کی رضا پہ راضی رہنے کے اصل فلسفہ کو سمجھ جائیں‘‘۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس غم کے موقع پر کسی مایوسی یا ناشکری کا کلمہ منہ سے نہ نکالیں جس سے خدا ناراض ہو۔ نیز یہ کہ ہم راضی برضا رہنے کے اصل فلسفہ کو سمجھنے والے ہوں۔ یعنی خدا تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے جذبات غم کو ان کے لئے دعاؤں میں ڈھال سکیں۔ یعنی ہمیں یہی دعا کرنی چاہئے کہ

اے خدا! تو ہمیں ان کی نیکیوں کے اجر سے محروم نہ فرمانا اور ان کے جانے سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اسے ہمارے لئے آزمائش نہ بنانا اور اے خدا تو اپنی خاص رحمت سے انہیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لینا اور اے خدا! تو ہمیں صبر جمیل کی توفیق عطا کرتا چلا جا۔ آمین اور اے خدا! زندگی کا جو سفر ابھی باقی ہے اسے بھی اپنے خاص فضل و کرم سے ہمارے لئے آسان بنا اور ہم انہی راستوں پر جنہیں وہ ہمارے لئے بنا گئے ہیں۔ آزمائشوں اور ابتلاؤں سے بچتے بچاتے انہی کی خواہش اور دعاؤں کے مطابق اپنی زندگیاں گزار کر انہی کی طرح راضی برضا رہتے خدا کے حضور حاضر ہو سکیں۔ آمین ثم آمین

پتہ درکار ہے

❁ مکرم عثمان محمود ورک صاحب ابن مکرم محمود احمد ورک صاحب وصیت نمبر 75564 اور مکرمہ ماریہ عثمان صاحبہ زوجہ مکرم عثمان احمد ورک صاحب وصیت نمبر 75563 نے ملتان سے وصیت کی تھی جس کے بعد موصیان کا دفتر وصیت سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصیان خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

❁ مکرم مظفر احمد صاحب درانی مربی سلسلہ سواحیلی ڈیسک تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے دو بچوں عزیزہ امۃ الباری درانی عمر دس سال اور عزیزم محمد جری اللہ درّانی عمر سات سال نے ابتدائی طور پر اپنی والدہ محترمہ بشریٰ خانم صاحبہ سے گھر میں ہی قرآن کریم پڑھا۔ دونوں بچوں کی تقریب آمین کا اہتمام مورخہ 6 مئی 2010ء کو بعد نماز مغرب کوارٹر نمبر 26 کوارٹرز تحریک جدید میں کیا گیا۔ مکرم مبشر احمد زاہد صاحب مربی سلسلہ دفتر نومبائعین نے دونوں بچوں سے قرآن کریم کے مختلف حصے سنے اور اجتماعی دعا کروائی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم دونوں بچوں کے دل میں قرآن کی محبت پیدا کر دے اور وہ قرآن کی روزانہ تلاوت کرنے والے اور اسے سمجھ کر اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ آمین

تقریب آمین

❁ مکرم مبارک احمد صاحب ڈوگر معلم وقف جدید کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

عزیزہ کشف اعجاز بنت مکرم رانا اعجاز احمد خاں صاحب نے سات سال کی عمر میں قرآن کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ تقریب آمین ہوئی۔ بچی سے قرآن سنا گیا اور مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ حلقہ کھرڑیانوالہ نے دعا کروائی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم بچی کو قرآن پڑھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

❁ مکرم قیصر محمود صاحب کارکن وکالت تعلیم تحریک جدید تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم چوہدری خالد ممتاز صاحب دارالعلوم جنوبی بشیر تقریباً دو ماہ سے شدید بیمار ہیں، گردے ٹھیک طرح سے کام نہیں کر رہے۔ جس کی وجہ سے جسم میں یوریا کی مقدار بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

❁ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب منتظم تربیت نومبائعین انصار اللہ مقامی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے مخلص دوست مکرم مسعود احمد چوہدری صاحب آف پنجاب یونیورسٹی کچھ عرصہ سے دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں موصوف پنجابی کے مشہور شاعر ہیں اندرون و بیرون ملک کئی مشاعروں میں بھی حصہ لیتے رہے ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی اور صحت و تندرستی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ مکرم محمود احمد قریشی صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی نسبتی ہمشیرہ محترمہ حبیبہ قدسیہ صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی سعود احمد صاحب آف کراچی مختلف بیماریوں سے دوچار ہیں جن کی وجہ سے ان کی طبیعت بے حد خراب رہتی ہے احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ مکرم ناظم الدین صاحب سابق زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ بیت الاحد لاہور گزشتہ پانچ دن سے بیمار ہیں۔ بخار نزلہ کھانسی ہے احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کمر کی درد کی وجہ سے بیمار ہیں اور تکلیف میں ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ عزیزم نوید احمد ابن مکرم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن لاہور گزشتہ تین ہفتوں سے یرقان کی وجہ سے بیمار ہے اور اس کے فرسٹ ائیر کے فائنل امتحان بھی ہونے والے ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ مکرم عبدالعزیز خان صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے نسبتی بھائی مکرم اقبال محمود صاحب فیصل ٹاؤن لاہور 14 اپریل 2010ء کو ایک حادثہ میں ٹانگ میں گولی لگنے سے زخمی ہو گئے ہیں۔ اب کچھ آرام ہے لیکن اٹھنے بیٹھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جلد از جلد شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان کی ساری پریشانیوں دور فرمائے۔ آمین

ضرورت خادم بیت الذکر

❁ جماعت احمدیہ اٹک شہر کو احمدیہ بیت الذکر اٹک شہر کے لئے ایک خادم کی فوری ضرورت ہے۔ سردست -/5000 روپے ماہوار الاؤنس دیا جائے گا۔

فون نمبر بیت الذکر اٹک 0572-610797

مربی صاحب: 0333-4192781

(سعید احمد ملک صدر جماعت احمدیہ اٹک)

مدرسۃ الحفظ میں داخلہ

❁ مدرسۃ الحفظ میں داخلہ برائے سال 2010ء کے لئے داخلہ فارم یکم جون تا 31 جولائی 2010ء مدرسۃ الحفظ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ داخلہ فارم مکمل کرنے کے بعد مدرسۃ الحفظ میں جمع کروانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 2010ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد کوئی فارم وصول نہیں کیا جائے گا۔ نامکمل فارم پر کارروائی ممکن نہیں ہوگی۔

فارم کے ہمراہ مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لف کریں۔

1۔ برتھ سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی

2۔ پرائمری پاس سرٹیفکیٹ کی فوٹو کاپی

(انٹرویو کے وقت دونوں اصل سرٹیفکیٹ ہمراہ لانا ضروری ہیں)

نوٹ: فارم پر صدر جماعت/امیر جماعت کی تصدیق ضروری ہے۔

اہلیت:

1۔ امیدوار کیلئے ضروری ہے کہ 31 جولائی 2010ء تک اس کی عمر بارہ سال سے زائد نہ ہو۔

2۔ امیدوار پرائمری پاس ہو۔

3۔ امیدوار نے قرآن کریم ناظرہ صحت تلفظ کے ساتھ مکمل پڑھا ہو۔

انٹرویو

ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 7 اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

بیرون ربوہ کے امیدواران کا انٹرویو مورخہ 8 اور 9 اگست کو صبح 6:30 بجے مدرسۃ الحفظ میں ہوگا۔

انٹرویو کیلئے امیدواران کی لسٹ مورخہ 5 اگست کو دارالضیافت کے استقبالیہ میں اور مدرسۃ الحفظ کے گیٹ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تمام امیدواران سے درخواست ہے کہ انٹرویو کے لئے آنے سے قبل اس بات کی تسلی کر لیں کہ ان کا نام لسٹ میں شامل ہے۔ نیز مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔

عارضی لسٹ اور تدریس کا آغاز

کامیاب امیدواران کی عارضی لسٹ مورخہ 11 اگست 2010ء کو صبح 10 بجے مدرسۃ الحفظ اور نظارت تعلیم کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کر دی جائے گی۔ تدریس کا آغاز مورخہ 16 اگست سے ہوگا حتمی داخلہ 31 دسمبر کے بعد تسلی بخش تدریسی کارکردگی پر دیا جائے گا۔

نوٹ: انٹرویو کیلئے قواعد پر پورا اترنے والے امیدواران کو علیحدہ سے کوئی اطلاع نہیں بھجوائی جائے گی۔

مدرسۃ الحفظ شکور پارک نزد نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ

فون: 047-6213322

(پرنسپل مدرسۃ الحفظ ربوہ)

خبریں

ڈیرہ اسماعیل خان میں بم دھماکہ، 12 افراد جاں بحق، 10 زخمی

ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ کچی پائند خان میں ایک بم دھماکے میں 12 افراد جاں بحق اور 10 زخمی ہو گئے۔ بم ڈسپوزل اسکواڈ کے مطابق بم ایک سائیکل میں نصب کیا گیا تھا جسے ریموٹ کنٹرول سے اڑا دیا گیا۔ یہ بم دھماکہ ڈی ایس پی اقبال خان کی گاڑی کے قریب کیا گیا۔ جاں بحق ہونے والوں میں ڈی ایس پی اپنے گن مین اور ڈرائیور سمیت شامل ہے۔ جبکہ 3 بچے اور ایک خاتون بھی اس دھماکے میں جاں بحق ہوئے۔

ہائی کورٹ نے رحمٰن ملک کی سزائیں بحال کیں، صدر نے سزائیں معاف کر دیں

لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس خواجہ محمد شریف اور مسٹر جسٹس وقار حسن میر پر مشتمل ڈویژن بنچ نے وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک کی نیب عدالتوں کی طرف سے عدم حاضری کی بنیاد پر دی گئیں تین تین سال قید کی سزاؤں کے خلاف اپیل مسترد کر دی جس کے بعد تکنیکی طور پر رحمٰن ملک کی قید کی سزائیں بحال ہو گئیں اور ان کی ضمانت خارج ہو گئی۔ رحمٰن ملک کو 2004ء میں راولپنڈی کی احتساب عدالت نے گاڑیوں کی خریداری میں غیر قانونی کمیشن لینے اور ایک شہری ہاشم رضا کے گھر ریڈ کے دوران زیورات اور نقدی لوٹنے کے مقدمات میں عدم حاضری کی بنیاد پر تین تین سال کی قید سنائی تھی۔ صدر آصف علی زرداری نے وزیر داخلہ رحمٰن ملک کو احتساب عدالت کی جانب سے دی گئی سزائیں معاف کر دی ہیں۔ صدارتی ترجمان فرحت اللہ بابر نے بتایا کہ صدر مملکت نے وزیر داخلہ رحمٰن ملک کو احتساب عدالت کی جانب سے دی گئی سزائیں آئین کے آرٹیکل 45 کے تحت معاف کیں۔ صدر نے یہ اقدام وزیر اعظم کی ایڈوائس پر کیا ہے۔

لاپتہ افراد کیس، خارجہ، داخلہ اور خزانہ کے سیکرٹریوں کی سپریم کورٹ میں طلبی

سپریم کورٹ نے لاپتہ افراد کیس میں بیرونی ممالک میں قید پاکستانی شہریوں کی عدم واپسی کا سخت نوٹس لیتے ہوئے وزارت داخلہ، خارجہ اور خزانہ کے سیکرٹریوں کو جمعرات کو طلب کر لیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ قیدیوں کی واپسی کیلئے آئندہ سماعت تک ایک سکیم تیار کر کے عدالت میں پیش کریں۔ دوران سماعت سینئر ترین جج جسٹس جاوید اقبال نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ احکامات پر عملدرآمد کرنا ہوگا، اس کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں۔

صدر زرداری 2 عہدے رکھ سکتے ہیں

وزیر اعظم گیلانی نے کہا ہے کہ صدر مملکت 2 عہدے رکھ سکتے ہیں، این آر او پر میرے بیان کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا، میں نے کہا تھا کہ این آر او بنانے والے کو بھی لایا جائے تو بہتر ہوگا' جے یو آئی (ف) کی سرگرمیوں سے خوش ہیں، فضل الرحمٰن کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے، ملکی سطح پر ٹیلی کمیونیکیشن ڈے کو منانے کا مقصد جمہوری حکومت کی ملکی ترجیحات کی عکاسی کرتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ورلڈ ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ انفارمیشن ڈے کے موقع پر تقریب سے خطاب اور صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔

سرکاری ملازمتوں کیلئے عمر کی حد 35 سال کی جائے

ایوان بالا میں سرکاری ملازمتوں کیلئے عمر کی حد 25 سال سے بڑھا کر 35 سال کرنے کی قرارداد پیش کی گئی ہے۔ یہ معاملہ متعلقہ قائمہ کمیٹی کے سپرد کیا گیا جبکہ ایوان میں موجود سینیٹرز کی اکثریت نے اس بات کی حمایت کی کہ بیروزگاری کے خاتمے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں میں عمر کی حد گزر جانے کے باعث پیدا ہونے والی بے چینی کو ختم کرنے کے لئے عمر کی حد میں اضافہ اشد ضروری ہے۔

پاکستانی سفارتی حکام کو ویزے دینے میں تاخیر، امریکی افسر دفتر خارجہ طلب

پاکستانی دفتر خارجہ نے سفارتکاروں اور سرکاری حکام کو امریکی ویزوں کے اجراء میں بلاجواز تاخیر پر امریکی افسر کو دفتر خارجہ میں طلب کر کے احتجاج کیا ہے اور اس حوالے سے وضاحت طلب کی ہے۔ سرکاری حکام کے مطابق 25 اکتوبر 2009ء کو ڈپلومیٹک ویزوں کے اجراء کیلئے درخواستیں دی گئی تھیں جن پر ابھی تک فیصلہ نہیں کیا گیا۔

جوہری تنازع، ایران سے کسی بھی وقت اور جگہ بات کرنے کو تیار ہیں

امریکہ نے کہا ہے کہ جوہری تنازع کے حل کے لئے ایران سے کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ بات کرنے پر تیار ہیں۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان فلپ کراؤلی نے واشنگٹن میں صحافیوں کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ گفتگو کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ایران اپنے جوہری پروگرام پر پائے جانے والے عالمی برادری کے خدشات دور کرے کیونکہ وہ اب تک اس میں ناکام رہا ہے۔ اگر تہران ثابت کر دیتا ہے کہ اس کا ایٹمی پروگرام پرامن مقاصد کیلئے ہے تو امریکہ اس سے کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت مذاکرات کرنے پر تیار ہے تاہم واشنگٹن ایران کے خلاف اقوام متحدہ کے ذریعے پابندیاں لگانے کیلئے کام جاری رکھے گا۔

درخواست دعا

مکرم منیر احمد رشید صاحب مربی سلسلہ دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ہم زلف مکرم مدثر نذر چیمہ صاحب ابن مکرم ماسٹر محمود انور چیمہ صاحب دارالشکر ربوہ کی بڑی بیٹی عزیزہ تمثیلہ مدثر بعمر 7 سال گردوں میں انفیکشن کی وجہ سے شدید بیمار ہے۔ سارے جسم پر سوجن ہو جاتی ہے۔ کمزوری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ شافی مطلق خدا محض اپنے فضل سے معجزانہ طور پر بچی کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ میں طلوع و غروب 19 مئی

طلوع فجر	3:40
طلوع آفتاب	5:07
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	7:03

راحت جان
تبخیر معدہ، گیس کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

زرعی سکنی جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
نیو فضل عمر پراپرٹی سنٹر
شبیر احمد وڑائچ
ساہیوال روڈ ربوہ
فون 0333-9791043,0331-7790301

ایڈوانسڈ ہومیو پیتھک علاج کروائیں
صرف وہ مریض رابطہ کریں جو کسی بھی علاج سے شفایاب نہیں ہو رہے۔ یا پرانے پیچیدہ، ضدی امراض میں مبتلا ہیں (علاج بذریعہ فون/ ڈاک کی سہولت)
سجاد سنٹر ربوہ: 0334-6372030

PREMIER
Formaly Jakarta Currency
PREMIER EXCHANGE
Exchange co.'B' PVT.LTD. co.'B' PVT.LTD.
DEALS IN ALL FOREIGN CURRENCIES
State Bank Licence No.11
Director: Adeel Manzar
Ph: 042-7566873, 7580908, 7534690
Fax: 042-7568060, Mobil: 0333-4221419
Shop # 31, Ground Floor, Latif Centre, (Jewellry Market) Ichhra Lahore

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066, 7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua: Mian Mubarik Ali

FD-10

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد/ طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

نئی دکان نئی ورائٹی
چیتا، ڈان کارلوس، کالزہ، لیزہ، سکوز، ٹاز
تمام ورائٹی دستیاب ہے
سروس شوز پوائنٹ
کالج روڈ نزد گلشن احمد نرسری ربوہ
رابطہ نمبر: 047-6212173
موبائل: 0301-7970654

ربوہ پراپرٹی سنٹر
ربوہ اور گردونواح میں سکنی زرعی کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ
فون آفس: 047-6213550,6215458
0333-9797450

احمد کاسمیٹک اینڈ ہیئر ٹرانسپلانٹ سرجری سنٹر
D-7 گلبرگ روڈ نزد راجہ پٹرول پمپ ماڈل ٹاؤن اے بہاولپور
ڈاکٹر طاہر محمود منہاس ایف سی پی ایس (سرجری)
PAKISTAN ASSOCIATION OF PLASTIC SURGEONS 1994
کنسلٹنٹ پلاسٹک، کاسمیٹک و ہیئر ٹرانسپلانٹ سرجن بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور
رہائش: C-54 میڈیکل کالونی بہاولپور فون: 062-2887733 موبائل: 0333-6396125
☆ ہیئر ٹرانسپلانٹ سرجری ☆ کاسمیٹک سرجری ☆ پیٹ اور جسم کی فالتو چربی کا آپریشن ☆ پیدائشی کٹے ہونٹ اور تالو کا آپریشن
☆ جبڑے اور منہ کے فریکچر کے آپریشن ☆ ناک کی خوبصورتی کا آپریشن ☆ جلے، کٹے مریضوں کے آپریشن